119
14.11.33
GOVERNMENT

کوئی تمنا نہیں ہے محرمِ راز ❀ ہمیں کہنا ہی کچھ اپنی زباں میں

اُردو زبان کی تاریخ

اس کتاب میں اختصار کے ساتھ اور نہایت سادہ اور دلچسپ
پیرایہ میں اُردو زبان کی ابتدا اور عہد بعہد کی ترقی کا حال دیا گیا ہی
اور ہر دور کے نمونے بھی معہ تاریخی واقعات کے شامل کر دیئے گئے
ہیں لڑکوں اور لڑکیوں اور خصوصاً مستورات کے پڑھنے کے لیئے
یہ کتاب بہت مفید ثابت ہو گی

مُصنّفہ

جوعل و اغط لال۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل تمغہ یافتہ پنجاب یونیورسٹی)

دِلّی پرنٹنگ ورکس دہلی میں حسب فرمائش خان بہادر مولوی عبدالاحد صاحب
مالک مطبع مجتبائی دہلی چھاپی گئی
دسمبر ۱۹۲۰ء

باراول تعداد ۱۵۰۰ جملہ حقوق محفوظ قیمت فی جلد ۴ر

کتابستان الہ آباد

491:43909
ع ب د
194
3116

اِعلان

مصنّف کی دوسری تصانیف اور اُنکے ملنے کے پتے

عربی ادب کی تاریخ اُردو زبان میں یہ کتاب بڑی تحقیق کے ساتھ لکھی گئی اور مطبع مجتبائی دہلی سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ قیمت فی جلد (عہ)

فارسی ادب کی تاریخ انگریزی میں۔ الہ آباد اور پنجاب یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں یہ کتاب داخل ہے اور امپیریل بک ڈپو سے مل سکتی ہے۔

قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

پہلا باب

اُردو زبان کا ماخذ

اُردو ایک نہایت دلکش اور میٹھی زبان ہے۔ اس کے بولنے اور لکھنے والے پشاور سے لیکر دکن تک پائے جاتے ہین۔ پنجاب۔ صوبجات متحدہ۔ بنگالہ۔ احاطۂ بمبئی اور دکن مین عام طور پر اسے ہندو اور محمدی اور اور قومین آسانی کے ساتھ سمجھ لیتی ہین۔ پنجاب۔ صوبجات متحدہ اور نظام کی ریاست مین لڑکے اور لڑکیان اسے مدرسون مین سیکھتے ہین۔

ہندکی زبانون مین صرف اُردو ہی ایک ایسی زبان ہی جو عموماً اس ملک مین دور دور تک پھیلی اور کئی قومون کی آنکھ کی پتلی بنی ہوئی ہے۔ ہندوستانی ریاستون مین بھی اِسکا رواج ایسا ہے کہ چاہے جہان کھڑے ہو کر بول لو۔ سننے والے مطلب کو جھٹ سمجھ جائین گے۔ اس کے بولنے والے چھ سات کروڑ

سے کم نہین اور ان کا شمار روز بروز بڑھتا جاتا ہی۔

آب ہم اس بات کو دریافت کرین کہ اُردو زبان کہان سے نکلی۔ کس طرح مروّج ہوئی اور کب سے اس کا دور شروع ہوا؟ ان سوالون کے جواب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم یہان کچھ تھوڑی سی ہند کی قدیمی تاریخ پر نظر ڈالین۔ عالمون نے پتا لگایا ہی کہ کوئی ساڑھے تین ہزار برس ہوئے جب اس ملک کے اصلی باشندے اور لوگ تھے۔ روایتون۔ نشانون۔ لاٹون کتبون۔ سکّون اور ہندؤن کی مذہبی کتابون سے پورے طور پر ثابت ہوتا ہی کہ مسیحؑ سے کوئی ہزار سوا ہزار برس پہلے شمال کی طرف سے ایک قوم اس ملک مین آئی۔ یہ قوم ایرین نام سے نامزد ہی۔ ہزارون برس ہوئے جب ان کے بزرگ بحیرۂ اسود اور بحیرۂ خضر یعنی بلیک سی اور کاسپین سی کے مابین جیحون اور سیحون کے سیراب کئے ہوئے وسیع میدانون اور کوہ قاف کے اردگرد کے زرخیز قطعون مین رہتے تھے۔ اُن کے رہنے سہنے کا طرز سادہ تھا اور ایک مدت تک وہ لوگ ایک ساتھ مل جلکر رہے۔ وہ زمین کو جوت کر اپنے لیئے اناج پیدا کرتے تھے غالباً اسی سبب سے انھین ایرین کہا ہے کیونکہ اس لفظ کے معنی ہل چلانے والے کے ہین۔ اُن اضلاع مین جہان یہ رہتے تھے غلّہ کی افراط تھی کیونکہ چارون طرف پانی بہتات سے تھا اور زمین نہایت زرخیز تھی۔ مگر جب اِنکی آبادی یہان تک بڑھی کہ اُس حصّہ مین گنجائش نہ رہی تو مجبوراً مکان اور روزی کی تلاش مین اُنھین اِدھر اُدھر جانا پڑا۔ اُسوقت کی کوئی تاریخ اب موجود نہین۔ تو بھی زبانون کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہی کہ کسی زمانہ مین ہندؤن - ایرانیون - ارمنیون - رومیون - روسیون
اور جرمن قبیلون کے بزرگ ایک ساتھ رہتے اور ایک زبان بولتے تھے - کیونکہ
انکی زبانون کے بہت سے لفظ ملتے ہین اور صرف و نحو کے قاعدے بھی بہت کچھ
یکسان ہین - جگہ کی تنگی اور معاش کی کمی کی وجہ سے آخر انھین ایک دوسرے سے
جُدا ہونا پڑا - جُدائی کے بعد اَور اَور ملکون کی آب و ہوا اور نئی نئی ضرورتون کے
تقاضون نے قدیمی ماوری زبان کے بہت لفظ اور محاورے بھلا دیئے اور زبان
مین بڑا فرق پیدا کر دیا - زبان دان اور محقق ہمین بتاتے ہین کہ اُن کے دو بڑے
جتھے ہزارون لاکھون آدمیون کے اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر مشرق اور مغرب
کی طرف روانہ ہوئے - مشرق مین برِ اعظم ایشیا اور مغرب مین برِ اعظم یورپ
اُس وقت کہین کہین آباد تھے ورنہ ساری زمین گھنے گھنے جنگلون سے بھری تھی
شروع ہی شروع مین تو اُنھون نے پہاڑون کے دامنون - جنگلون کی گودون اور
دریاؤن کے سیراب کناروں مین اپنے ڈیرے ڈالے ہون گے اور پھر میدانون کو
صاف کر کے شہرون اور بستیون کی بنیاد ڈالی ہو گی جو جتھا مغرب کی طرف گیا
وہ آہستہ آہستہ عنقریب سارے یورپ مین پھیل گیا اور وہان مختلف حصّون مین
آج تک موجود ہی - حال کی ساری فرنگستانی قومین اُن ہی کی اَولاد ہین ٭
دوسرا جتھا مشرق کی طرف بڑھا - آرمینیا اور ایران کی سرسبز وادیون اور چراگاہون
مین اُن کے اور اُن کے جانورون کے لئے بہت خورش تھی - چنانچہ بہت سے
وہان بھی رہ گئے - باقی لوگ قندہار اور کابل ہوتے ہوئے ہندوکش پہاڑون کو

اُلٹ کر پنجاب مین آئے - یہ لوگ سفید رنگ خوبصورت - دراز قامت اور بہادر تھے - ان کا گذارہ زیادہ تر مویشی اور کاشتکاری پر تھا + پنجاب کے شاداب میدان جو ہریالی اور سبزہ سے ڈھکے ہوئے تھے اُنھین بہت پسند آئے - اُن کی رہایش کا طریقہ بہت سادہ تھا اور وہ تہذیب کے ایک خاص درجے تک پہنچ گئے تھے - بڑے بوڑھون کی تعظیم - اہل وعیال کی محبّت - برادری کی حفاظت اور مستورات کی عزّت کا اُنھین بہت خیال تھا - اُن کے درمیان شادی بیاہ کی رسم تھی اور عشرت پسندی کو بُرا جانتے تھے - ویدون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا ایک معقول حصّہ عبادت اور پوجا پاٹ مین صرف کرتے اور دھرم اور پُن لازمی سمجھتے تھے - اُنکی طبیعت مین استقلال اور اُن کے مزاج مین سنجیدگی تھی - جب دشمن کا مقابلہ کرتے تو ایسے جمکر اور دل توڑ کر لڑتے کہ مخالف کے چھکّے چھوٹ جاتے اور جب خُدا کی یاد کرتے تو تن - دھن اور من تینون اُسمین لگا دیتے تھے -

انکی زبان بھی شائستہ اور پاکیزہ تھی اور ہر طرح کے مطلب کو وضاحت کے ساتھ ادا کرنے کے لیئے اُن کے پاس سادہ اور فصیح لفظون کا پورا ذخیرہ تھا - یورپ مین اُنھون نے قدیم زمانہ مین یونان اور رومۃ الکبرٰے کی سلطنتین قائم کین - جرمنی - روس - فرانس اور برطانیہ کی قومین جو اُسی اصل سے ہین اب اپنے قدرتی جزبات کو دکھا رہی ہین - ایشیا مین انھون نے ایران کو قبضہ مین کیا اور ہند کو اپنے راجون اور مہاراجون سے بھر دیا - اُن کا ایسا اقبال ہی کہ جہان کہین گیے تخت اور تاج کے مالک بنے اور ان کے علم و حکمت - مذہب اور تہذیب کے مرکز جا بجا پائے جاتے ہین - ان کی زبانین

پیاری اور شاندار ہین - یونانی - لاطینی - ایرانی - سنسکرت - جرمنی - فرانسیسی اور انگریزی ایسی زبانین ہین جو دنیا مین بے نظیر ہین اور ان ہی قومون کی بدولت یہ ساری برکت اور رونق ہے - یہی سب سے بڑے صاحب فن اور اہل ہُنر ہین اور روئے زمین ان ہی کے زیر قدم ہے -

اِن قومون کا ایک ہی اصل و نسل سے ہونا اس سے ثابت ہی کہ انکی زبانون کے بہت سے لفظ اور صرف و نحو کے قواعد آپس مین ملتے ہین - نمونہ کے طور پر خانگی رشتون کے لفظ دیکھو بالکل ایک ہی ہین -

قدیم ایرانی	لاطینی	یونانی	سنسکرت	انگریزی	ہندوستانی
پَتر	پاتر	پاتر	پتر	فادر	باپ
مَتر	ماتر	ماتر	ماتر	مَدر	مان
براتر	فراتر	فراتر	بھراتر	برِدر	بھائی
دُغدر	...	تُھگاتر	دوہتر	ڈوٹر	بیٹی
...	سورر	-	سواسر	سِسٹر	بہن

اسی طرح گنتی کے ہندسے بھی ایک سے دس تک ملتے ہین - یہ پکے ثبوت ہین کہ ایک وقت ان زبانون کے بولنے والون کے باپ دادا ایک ہی جگہ بودوباش کرتے تھے جُدا ہو کر چونکہ کچھ یورپ مین اور کچھ ایران اور ہند مین آباد ہوئے اس لیے اُن کو انڈو - یوروپین نام دیا ہے -

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عالمون نے دنیا کی کُل زبانون کو تین بڑے حلقون مین تقسیم کیا ہے اور ہر حلقہ مین کئی کئی شاخین ہین - پہلا حلقہ تو انڈو یورپین کہلاتا ہی جس مین سنسکرت - قدیم ایرانی - یونانی - لاطینی - ارمنی - فرانسیسی جرمنی اور روسی زبانین ہین -

دوسرا حلقہ سیمیٹک یا سامی کہلاتا ہے جسمین عربی - عبرانی - کلدانی اور قبطی زبانین شامل ہین -

تیسرا حلقہ تورانی ہے اس کی شاخون مین دنیا کی اور زبانین پائی جاتی ہین -

اب پھر اصلی مطلب پر آئین - ہم نے پہلے بتایا کہ ایرین قوم کے جو لوگ آب و دانہ کی تلاش مین مشرق کی طرف چلے اُن مین سے ایک شاخ ایران مین داخل ہوئی وہان اُن لوگون نے بادشاہی قائم کی اور سیکڑون برس تک آس پاس کے سارے ملکون پر حکومت کرتے رہے - وہین زرتشت نے آتش پرستی کو رواج دیا اور پجاریون کے لئے خاص طرح کے مندر بنوائے جنکا نام دَیر رکھا - ایرین قوم کی دوسری شاخ ہند مین آئی اُن کی لڑائی کے ہتیار اعلےٰ درجے کے ہون گے کیونکہ اُنھون نے اس مُلک کے اصل باشندون کو جو ڈرَوَر یا دراودی نسل سے تھے شکست دی - دراودی لوگ جو زبان - رنگ روپ - صورت و شکل - چال ڈھال مذہب وملت اور رسم و رواج مین ان سے مختلف تھے ایک مدت تک بڑی دلیری کے ساتھ فتحیاب ایرین کے مقابلہ مین مشغول رہے مگر پسپا ہی ہوتے گئے - جنھون نے ان فاتحون کی اطاعت منظور کی وہ شودر کہلائے اور اپنے حاکمون کی خدمت کرنے لگے

باقی پہاڑون اور جنگلون مین جا گھسے یا دکن کو چل دیئے - کول - بھیل - گونڈ - سنتال اُنھین لوگون کی اولاد ہین اور دیکھنے مین اکثر پست قد اور سیہ فام ہین -

جو دکن کو گئے اُنھون نے وہان بڑی زبردست سلطنتون کی بنیاد ڈالی - اُن کی زبانین تامل - تلوگو - کناری اور ملیالم ہین جو سنسکرت سے کچھ لگاؤ نہین رکھتی ہین گو چند الفاظ سنسکرت کے اُن مین شامل ہو گئے ہین -

ایرین خاندان کے لوگ ہند مین آکر ہندو کہلائے اور اس ملک کو اُنھون نے آریہ ورت اور بھارت ورش نام دیئے - یہ لوگ سب سے پہلے پنجاب اور گنگا اور جمنا کے دوآبہ مین مقیم ہوئے ان کی زبان سنسکرت تھی جو قدیم ایرانیون کی زبان سے بہت ملتی ہے - قدیم ایرانیون کی زبان کا پتا اُنکی مقدس کتاب ژند سے ملتا ہے - ژند اور ویدون کی زبانین بہت ملتی ہین اور صدہا الفاظ تو بعینہ یکسان ہین - عبارت کی ترکیب اور بندش بھی دونون مین بہت درجہ تک ایک ہی طرح کی ہے - ذیل کی فہرست بطور نمونہ کے پیش کرتا ہون -

فارسی	سنسکرت	فارسی	سنسکرت
پدر	پِتَر (باپ)	بار	بھار (بوجھ)
مادر	مَاتر (مان)	انگشت	انگشٹ (انگلی انگوٹھا)
برادر	بھراتر (بھائی)	سر	سِر (سر)
پور	پُتر (بیٹا)	پا	پاد (پانون)

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت	
دختہ	دوہتر	(بیٹی)	دند	دنت	(دانت)
اسپ	اشو	(گھوڑا)	تارک	تالک	(تالو)
زانو	جانو	(جانگھ)	دوش	دوشن	(کندھا)
بوم	بھوم	(زمین)	ابرو	بھرو	(بھون)
در	دوار	(دروازہ)	شاخ	شاکھا	(ڈالی)
چرم	چرم	(چمڑا)	سفید	شویت	(سفید)
گاؤ	گو	(گائے)	سیاہ	شیام	(کالا)
مگس	مکشکا	(مکھی)	کلاغ	کاگ	(کوّا)
شغال	شرگال	(گیدڑ)	میش	میش	(بھیڑ)
دیر	دھیر	(دیر)	خر	کھر	(گدھا)

اسی طرح سیکڑون لفظ پیش کئے جاسکتے ہین جو زند اور سنسکرت مین یکسان ہین - ان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونون زبانین بہنین ہین جنھون نے ایک ہی ساتھ پرورش پائی گو پیچھے الگ الگ گھر کر لیا۔

دوسرا باب

مختلف پراکرت زبانین اور دیسی بولیان

ہم نے پہلے باب مین بتایا تھا کہ ایرین فتحیابون نے پہلے پنجاب مین اپنے قدم

جمائے - اس ملک کے اصلی باشندے اُن سے شکست کھاکر اِدھر اُدھر جنگلون اور
پہاڑون مین گھس گئے کچھ جان بچاکر بھاگے اور دکن اور مشرق کی طرف چل دیئے
جو رہگئے اُنھون نے فتحیابون کی خدمت اختیار کی - یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تخمیناً
دو سو برس تک ایرین قوم کے نئے نئے جتھے لگاتار پنجاب کی طرف اپنے وطن سے
آتے رہے - ان نئے آنیوالون کو مشکل سے یہان جگہ ملی اور اُنھین اپنے ہی قدیم
بھائیون سے جنگ کرنی پڑی - انجام یہ ہوا کہ ان نَوواردون کے زور و غلبہ کے
سبب سے اُن ایرین لوگون کو جو پہلے سے پنجاب اور گنگا اور جمنا کے قریب آباد
تھے اب خود بھی مشرق اور مغرب اور جنوب کی طرف ہٹنا اور اپنا پہلا گھر چھوڑنا
پڑا - یہ بیچ کا حصّہ جو کوہِ ہمالیہ سے لیکر جنوب مین کوہ وندھیاچل تک اور مشرق
مین سرہند سے لیکر مغرب مین گنگا اور جمنا کے سنگم تک ہے اب ان نَووارد
ایرین لوگون کے قبضہ مین آیا - اسے وہ لوگ مدھ دیش یعنی مُلکِ متوسط
بولتے تھے - اس وسطی حصّہ مین ایرین قوم کا زور رہا اور یہان اُن کی زبان
ملاوٹ سے بچی رہی اور اُن کے چوگرد اُن کے ایرین بھائی تھے جنھین اُنھون
نے اِدھر اُدھر مشرق اور مغرب اور جنوب کی طرف ہٹادیا تھا - پس نتیجہ یہ ہوا کہ
ایرین نسل کے لوگ اب سارے پنجاب - سندھ - گجرات - صوبجات متحدہ
بہار - بنگالہ - آسام اور اُڑیسہ مین پھیل گئے اور دراودی قومین جو یہان پہلے
رہتی تھین ان کے دباؤ سے اور پیچھے ہٹ گئین -

اب خاص دو باتین شروع ہوگئین اوّل - ایرین نسل کے بہت سے

اور پراکرت عام ملکی اور روزمرّہ کی زبان ٹھہری اور دونون کی خاص حد بندھ گئی اور دونون مین خاص فرق ہوگیا یہ پہلی پراکرت تھی جو سنسکرت کے مقابلہ مین سادہ اور عام فہم زبان تھی اور ویدون کے زمانہ مین بولی جاتی تھی -

اب سنو کہ اس پراکرت مین اور کیا کیا تبدیلیان ہوئین - روزمرّہ کے کام اور ہر وقت کے لین دین اور بات چیت کے لیئے پیچیدہ زبان استعمال نہین کرتے بلکہ چھوٹے چھوٹے لفظون اور آسان عبارتون سے کام لیتے ہین - اس لیئے اب آہستہ آہستہ پہلی پراکرت کی اصلی صورت بدلنے لگی اور زبان مین سادگی اور سُلجھاؤ پیدا ہونے لگا - اور سیکڑون برس تک اِس سُلجھاؤ کا کام جاری رہا اتنے مین بودھ مذہب کے بانی شاکیا منی مگدھ دیس یعنی بہار کے علاقہ مین پانسو تینتالیس ۵۴۳ برس قبل سنہ عیسوی پیدا ہوئے - اُس وقت پراکرت کی بہت علامتین اور نشانیان اور پیچیدگیان جو سنسکرت سے ملتی تھین دور ہوگئی تھین اور جگہ جگہ کی پراکرت اور قطعہ قطعہ کی بولی الگ الگ تھی - اِس پراکرت زبان کی خاص چار ۴ قسمین تھین (۱) پِشاچی (۲) مہاراشٹری (۳) ماگدھی (۴) سُورسینی - یہ دوسری پراکرت تھی - شاکیامنی یا بُدّھا نے مگدھ کی پراکرت مین وعظ شروع کیا - مگدھ کو آجکل بہار کہتے ہین - اسی زمانہ مین جَین مت کے بانی مہابیر نے بھی اپنے مذہب کو پھیلایا اور ماگدھی مین اپنی تصنیفین چھوڑین - عورت - مرد - بچّے - بوڑھے امیر - غریب - پڑھے - انپڑھے سب کی یہی زبان تھی - بُدّھا کے مذہب نے بہت ترقی کی اور تھوڑے ہی برسون کے اندر دھرم - راج - دستور - رسم و آئین سب بدل گئے

اور پراکرت عام ملکی اور روزمرّہ کی زبان ٹھہری اور دونون کی خاص حد بندھ گئی اور دونون مین خاص فرق ہوگیا یہ پہلی پراکرت تھی جو سنسکرت کے مقابلہ مین سادہ اور عام فہم زبان تھی اور ویدون کے زمانہ مین بولی جاتی تھی -

اب سنو کہ اس پراکرت مین اور کیا کیا تبدیلیان ہوئین - روزمرّہ کے کام اور ہر وقت کے لین دین اور بات چیت کے لیئے پیچیدہ زبان استعمال نہین کرتے بلکہ چھوٹے چھوٹے لفظون اور آسان عبارتون سے کام لیتے ہین - اس لیئے اب آہستہ آہستہ پہلی پراکرت کی اصلی صورت بدلنے لگی اور زبان مین سادگی اور سُلجھاؤ پیدا ہونے لگا - اور سیکڑون برس تک اِس سُلجھاؤ کا کام جاری رہا اتنے مین بودھ مذہب کے بانی شاکیا منی مگدھ دیس یعنی بہار کے علاقہ مین پانسو تینتالیس ۵۴۳ برس قبل سنہ عیسوی پیدا ہوئے - اُس وقت پراکرت کی بہت علامتین اور نشانیان اور پیچیدگیان جو سنسکرت سے ملتی تھین دور ہوگئی تھین اور جگہ جگہ کی پراکرت اور قطعہ قطعہ کی بولی الگ الگ تھی - اِس پراکرت زبان کی خاص چار ۴ قسمین تھین (۱) پِشاچی (۲) مہاراشٹری (۳) ماگدھی (۴) سُورسینی - یہ دوسری پراکرت تھی - شاکیامنی یا بُدّھا نے مگدھ کی پراکرت مین وعظ شروع کیا - مگدھ کو آجکل بہار کہتے ہین - اسی زمانہ مین جَین مت کے بانی مہاویر نے بھی اپنے مذہب کو پھیلایا اور ماگدھی مین اپنی تصنیفین چھوڑین - عورت - مرد - بچّے - بوڑھے امیر - غریب - پڑھے - انپڑھے سب کی یہی زبان تھی - بُدّھا کے مذہب نے بہت ترقی کی اور تھوڑے ہی برسون کے اندر دھرم - راج - دستور - رسم و آئین سب بدل گئے

ماگدھی درباری - عدالتی اور کتابی زبان ہوگئی اور طرح طرح کی تصنیفین اس مین ہونے لگین - کتب خانے اس زبان کی کتابون سے بھر گئے اور بودھ مذہب کی بدولت اس نے بڑی رونق اور عزّت حاصل کی یہان تک کہ ماگدھی بولنے والون کا یہ بھی دعوی ہوا کہ ہماری زبان اور زبانون اور سنسکرت کی مان ہے - خدا کی شان کہ وہ زبان جو پہلے عام ملکی بولی تھی اس وقت سنسکرت کو پیچھے ہٹا کر آپ سلطنت کی گدی پر بیٹھ گئی اور سارا راج پاٹ سنبھال لیا اور کوئی تیرہ ۱۳ سو برس تک اپنا جلوہ دکھاتی رہی - یہی ماگدھی بودھ مذہب کے راجاؤن کے عہد مین پالی کھلائی اور اسی مین مہاراجہ اشوکا کے فرمان میناروں اور سلون اور لاٹون پر کھدے پائے جاتے ہین - جب تک بودھ مذہب والون کا زور رہا سنسکرت زبان کی بے قدری رہی اور برہمن دبے رہے -

آخر چھٹی صدی عیسوی سے راجہ بکرماجیت کی بدولت برہمنون اور سنسکرت نے زور پکڑنا شروع کیا اور ۸۰۰ع کے شروع مین شنکراچارج کی برکت سے برہمنون نے بودھ مذہب پر فتح پائی اور سنسکرت کی بہار شروع ہوئی دوسری پراکرت کا زمانہ یون ختم ہوا - مگر تو بھی لوگون کی زبان یہی دوسری پراکرت رہی گو سنسکرت اب پھر علمی اور درباری زبان ہوگئی - اب رفتہ رفتہ یہ پراکرت بھی اپنی صورت بدلنے لگی اور ۱۰۰۰ع تک پہنچتے پہنچتے اُس نے وہ رنگ و روپ پالیا جو پرانے زمانہ کی ہندی سے ملتا ہے ۸۰۰ع سے ۱۰۰۰ع تک تیسری پراکرت کا زمانہ ہے - اس مین سنسکرت کے اور پراکرتون کے لفظ بدلتے بدلتے

اُس صورت مین ہو گئے جس مین اب وہ ہندی مین اکثر دکھائی دیتے ہین -
ہم نے پہلے بتایا کہ دوسری پراکرت مین خاص چار قسمین تھین یعنی پشاچی
مہاراشٹری - ماگدھی - سورسینی - پشاچی سے ہمین زیادہ مطلب نہین -
مہاراشٹری سے مراٹھی زبان نکلی - ماگدھی پراکرت بگڑکر اور بدلکر مشرقی ہندی
ہوئی جسے بہار اور بنارس کی طرف بولتے تھے - سورسینی سے برج بھاشا نکلی جو دہلی
متھرا - آگرہ اور اُن کے گرد و نواح مین بولی جاتی تھی یہی برج بھاشا
ہماری اُردو زبان کی ماں ہی اور محمود غزنوی کے زمانہ مین دہلی اور آگرہ
کے اطراف مین مروّج تھی - اسی پر فارسی اور عربی کا وہ اثر ہوا جو آج تک دکھائی
دیتا ہی - فارسی اور عربی کا اثر یہان کی اور دیسی زبانون پر بھی ہوا جو پراکرت سے
نکلی تھین - مگر برج بھاشا پر اسلامی فاتحون کا ایسا گہرا رنگ چڑھا جسے زمانہ مٹا
نہ سکا - یہ بھاشا کم سے کم نو سو برس سے چلی آرہی ہی اور کروڑون اسکے
بولنے والے ہین - نو سو برسون نے کچھ نہ کچھ تراش چھانٹ اور کمی و بیشی اسمین کی
ہے - پر اس کا عام حُلیہ اور پنجر وہی ہے جو گیارھوین صدی کے شروع مین تھا -
اس بھاشا کے سب سے سرگرم اور زبردست حامی راجپوت تھے جو بودھ مذہب
والون اور برہمنون کے زوال کے بعد عنقریب سارے ہندوستان پر قابض اور
حکمران ہو گئے - نوین صدی عیسوی سے ان کا عروج شروع ہوا اور دو سو برس کے اندر
دہلی - قنوج - اجمیر - گجرات - مالوہ - میواڑ - بہار - بنگالہ اور کچھ دکن کے حصہ کے یہ
مالک ہو گئے - انھون نے اپنی ریاستون کو خوبصورت مکانون اور عالیشان مندرون

سے بھر دیا۔ ان کی بہادری شان و شوکت اور حُبّ الوطنی کے افسانے اور گیت اب تک موجود ہین۔

تیسرا باب

مُلکِ ہند مین مسلمانون کا دخل

اَب ہم یہ دیکھین کہ اِس ملک مین مسلمان کب اور کس طرح آئے۔ سب سے پہلے ۷۱۲ع مین بابل کے حاکم حجّاج نے محمد قاسم کو ایک فوج دیکر سندھ کیطرف روانہ کیا تاکہ داہر کو جو اسوقت سندھ کا برہمن راجہ تھا سزا دے۔ داہر نے ایک عربی جہاز کو کراچی کے قریب لوٹ لیا تھا۔ محمد قاسم نے داہر کو شکست دی اور اُس کا سر خلیفہ ولید کے پاس بھیج دیا۔ اور چند برسون کے اندر سارا سندھ اور ملتان عرب کی سلطنت مین داخل کر لیا۔ یہ مُلک اُس وقت سے لیکر پورے تین سو برس تک مسلمان حاکمون کے قبضہ مین رہے اور ۱۰۰۱ع مین محمود غزنوی کے تحت مین آئے۔

محمود غزنوی کے حملے اور فتوحات نہایت مشہور ہین۔ پنجاب اُس وقت برہمن شاہی خاندان کے راجاؤن کے ہاتھ مین تھا محمود نے اپنے متواتر حملون سے سندھ اور پنجاب کو فتح کر کے اپنی سلطنت مین شامل کر لیا اُس نے پچیس برس کے اندر سترہ حملے کیے اور شمالی ہند کی دولت سے اپنے دارالحکومت غزنی کو دُلہن کی طرح آراستہ کیا۔ اس کا یہ حال تھا کہ جدھر جاتا دشمن پر پانی پھیرتا چلا جاتا اور تاخت و تاراج اور لوٹ مار

کرکے اپنے ملک کو لوٹ جاتا۔ وہ علوم و فنون کا مربّی تھا اور اُس کے دربار مین شاعرون اور اہل کمال کا جمگھٹا رہتا تھا۔ ہندؤن پر اس کا اثر یہ ہوا کہ انھین مسلمانون کے نام سے دہشت اور نفرت ہوگئی۔ محمود کے انتقال کے بعد اسکی عظیم الشان سلطنت کچھ عرصہ کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ تو بھی پنجاب برابر مسلمانون کے قبضہ مین رہا۔ آخر ۱۱۸۶ع مین شہاب الدین محمد غوری نے پنجاب کو محمود کے خاندان سے لے لیا اور غزنویون کو خاک مین ملادیا۔ ہند کی حالت اُس وقت نازک اور افسوسناک تھی۔ بنگالہ۔ قنوج۔ بندیل کھنڈ۔ مالوہ۔ اور گجرات وغیرہ مین ہندو ریاستین تھین جو آپسمین ایک دوسرے کی دشمن تھین۔ دہلی اور اجمیر کے علاقون مین پرتھی راج کی حکومت تھی۔ ان جھگڑون اور تفرقون کو دیکھ کر شہاب الدین محمد غوری کو ہمت ہوئی کہ دہلی پر فوجکشی کرے۔ ۱۱۹۱ع مین تو اس نے شکست کھائی مگر ۱۱۹۲ع مین پرتھی راج کو شکست فاش دیکر دہلی۔ اجمیر۔ قنوج۔ گوالیار۔ گجرات۔ کالنجر۔ بنارس اور بہار کو بھی اُس نے اپنی سلطنت مین ملالیا۔ اب راجپوتون کا زور اور حوصلہ ٹوٹ گیا اور ہند مین ہمیشہ کے لیئے مسلمانون کے قدم جم گئے۔ جب محمد غوری ۱۲۰۶ع مین مارا گیا تو اُس کے سپہ سالار قطب الدین ایبک نے دہلی کے تخت پر قبضہ کرلیا۔ یون مسلمانون کی پہلی خود مختار سلطنت ہند مین قائم ہوئی اور بادشاہ خود اِسی ملک مین رہنے لگا۔ اب مسلمانون کا زور دن بدن بڑھنے اور ان کا اثر پھیلنے لگا۔ ۱۲۰۶ع سے ۱۵۲۶ع تک حکومت کا یہی سلسلہ قائم رہا۔ اتنا فرق ضرور ہوا کہ آج کوئی خاندان تخت و تاج کا مالک ہی اور کل کوئی۔ آئے دن ہنگامۂ جنگ اور معرکۂ رزم رہتا تھا۔

زبردست نہال ہوجاتے تھے اور زیردست پامال - اور ایک بات یہ بھی ہوئی کہ دور دور تک ہندو ریاستین مسلمانون کے ہاتھ لگین - جب دہلی مین کوئی زبردست بادشاہ ہوتا تو یہ ریاستین اُس کی مطیع ہوجاتین اور جب موقعہ ملتا تو آزاد ہوجاتی تھین - اس زمانہ مین ہندوؤن پر تو ہمیشہ آفت ہی ٹوٹتی رہتی تھی جب موقعہ ملتا ان کے مندر اور شوالے توڑے جاتے اور اُن کی عورتین لونڈیان اور اُن کے مرد مارے یا غلام بنائے جاتے تھے - اسی وجہ سے اس زمانہ مین ہندوؤن اور مسلمانون کا میل جول دامن چولی کا سا نہ ہوا - یہان یہی حال تھا کہ ۱۵۲۶ء مین بابر نے جو تیمور کے خاندان سے تھا پانی پت پر دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودھی کو شکست دی اور ہند مین سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی - اُس کے جانشینون کے عہد مین مغلون کی سلطنت کو وہ جاہ و جلال نصیب ہوا جو اُن کے پہلے ہند مین کبھی کسی مسلمان طاقت کو حاصل نہوا تھا - اکبر - جہانگیر - شاہجہان - اورنگ زیب ایسے نام ہین جو قیامت تک روشن رہین گے - لیکن اِس زبردست خاندان کو بھی رفتہ رفتہ زوال ہوا اور ۱۸۵۷ء مین تیموری خاندان کی بادشاہت کا چراغ گُل ہوگیا - یون مسلمانون نے پورے ساڑھے چھ سو برس تک ہند مین سلطنت کی اور چارون طرف اپنے تسلّط اور اقتدار کی یادگارین چھوڑی ہین - ان کی شان و شوکت اور عزم و استقلال اور حشمت و شکوہ کا حال نہایت ہی دلچسپ اور عبرت انگیز ہی پر وہ چیز جو سب سے زیادہ ہمین اُن کی باتین یاد دلائے گی اور قیامت تک اُن کے نام کو زندہ اور روشن رکھے گی وہ اُردو زبان ہے - یہ اُن کی فصاحت کے باغ

کا وہ رنگین پھول ہی جو سدا گمکتا ہی رہے گا۔ یہ اُن کی سخن پروری کا وہ چراغ ہی جو ہمیشہ چمکتا ہی رہے گا۔ قومین آئین گی اور چلی جائین گی۔ سلطنتین قائم ہونگی اور مٹ جائین گی پر ہماری اُردو زبان کے اقبال کا دور ہرگز کبھی ختم نہ ہوگا اور اس کے گلشن مین خزان کی آمد نہ ہوگی۔

چوتھا باب

مسلمان بادشاہون کی زبان

محمود غزنوی اور اُس کے سپاہی ایک طرح کی فارسی بولتے تھے۔ جس مین بہت سے ترکی کلمے مین بھی داخل ہوگئے تھے۔ اسی طرح محمد غوری اور اُس کے لشکر کی زبان بھی یہی فارسی تھی۔ غزنی محمود کا دارالسلطنت تھا اور وہان شاہی دربار مین عالمون اور شاعرون کا جمگھٹا رہتا تھا۔ جب قطب الدین ایبک نے ۱۲۰۶ء مین خود مختاری حاصل کرلی اور دہلی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تو یہ شہر فارسی بولنے والون کا مرکز بن گیا۔ اب بادشاہ اور اس کی فوج یہان ہی رہنے لگی۔ فارسی علمی۔ درباری اور کتابی زبان تھی اور فوجی۔ ملکی اور عدالتی کارروائیان اسی مین ہوتی تھین۔ بھاشا کی نسبت اس مین زیادہ شیرینی اور صفائی تھی اور اس کے حروف بھی ہندی حروف کے مقابلہ مین خوشنما تھے لہٰذا بہت جلد یہ زبان اس ملک مین مانوس ہوگئی اور بھاشا نے اِس کے اثر کو خوشی خوشی قبول کیا۔ چونکہ اس زبان پر

پہلے ہی عربی کا بہت بڑا اثر ہو چکا تھا اس لیئے اس کی تھوڑی سی کیفیت یہان لکھنی ضروری ہی۔ اس کتاب کے پہلے باب مین یہ بتایا گیا ہے کہ جو **ایرین** اپنے اصلی وطن کو چھوڑکر مشرق کی طرف روانہ ہوئے اُنمین سے ایک جتھا ایران مین گیا اور دوسرا ہند مین آیا۔ یہی ایرین ایران مین جاکر ایرانی کہلائے اور ہند مین آکر ہندو۔ یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ قدیم ایرانی زبان اور سنسکرت آپس مین بہت زیادہ ملتی ہین کیونکہ یہ دونون ایک ہی دادا کی اولاد ہین۔ اس کا بھی بیان ہو چکا کہ سنسکرت سے بہت سی دیسی زبانین پیدا ہوئین مثلاً کشمیری۔ پنجابی۔ گجراتی۔ ہندی اُردو۔ مراٹھی۔ بنگلہ وغیرہ۔ اور یہ سب آج تک بولی جاتی ہین اور روز بروز اُنمین ترقی ہے اور اُن کے بولنے والونکا شمار بڑھتا جاتا ہے۔ اب سُنو کہ قدیم ایرانی زبان پر جو سنسکرت کی بہن ہی کیا کیا گذرا۔

جب **ایرین** لوگون نے سارے ایران پر قبضہ کر لیا اور حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی تو اُن کی زبان اور اُن کے مذہب نے بھی اُن کے ساتھ بڑا فروغ پایا۔ انکی مقدس کتاب کا نام **ژند یا ژنداوستا** ہی۔ ژند کی زبان سنسکرت سے بہت ملتی ہے۔ سیکڑون برس تک ایرانی بادشاہون نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ لیکن جب ۳۳۱ سنہ قبل عیسوی مین سکندر اعظم نے ایران کو فتح کر کے اپنی قلمرو مین شامل کر لیا تو ژند کی قدر جاتی رہی اور ایرانیون کے لیئے مصیبت کے دن شروع ہوئے۔ قریب پانسو برس تک وہ دبے رہے اور غیر قومون کی خدمت اور اطاعت کرتے رہے۔ ان پانسو برسون مین اُن کی زبان

بہت کچھ بدل گئی - پُرانے محاورے اور زبان اور قواعد کی بہت سی باتین دور ہوگئین - اب لوگ ایک سادہ اور بدلی ہوئی زبان بولنے لگے جسمین کچھ تھوڑی بہت ملاوٹ غیر زبانون کی بھی تھی - اس کا نام پہلوی تھا اور یہ قدیم ایرانی زبان کی بیٹی تھی - اتنے مین پھر زمانہ کی گردش نے ایرانیون کو ملک کا مالک بنا دیا ۲۲۶ع مین ساسانیون کی بدولت نئے سرے ایرانیون کا غلبہ ہوا اور پہلوی اُن کے دربار اور مُلک کی زبان بنی - چار سو برس تک یہی حالت رہی - علوم و فنون - مذہب اور حکمت کی کتابین پہلوی زبان مین لکھی گئین اور قدیم زمانہ کی کتابین جمع کی گئین - مگر زمانہ نے ایک دفعہ پھر چکر کھایا اور ۶۳۷ع مین عرب لوگون نے قادسیہ کے میدان پر ایرانیون کو شکست فاش دی اور چند برسون کے اندر سارے ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا - ایرانی اب ایک بالکل نئی قوم کے مطیع ہوئے اور اس نئی قوم کے ساتھ ایک بالکل نیا مذہب اور نئی زبان مُلک مین آئی - یہ نیا مذہب اسلام تھا اور یہ نئی زبان عربی - اسلام نے اُس ملک مین ایسی جڑ پکڑی کہ سو برس کے اندر وہ عنقریب ساری قوم کا مذہب بن گیا - جن ایرانیون کو اسلام لانا منظور نہ ہوا وہ اپنی جان اور ایمان لے کر ہند کی طرف بھاگے اور بندر سورت اور گجرات مین آکر پناہ لی - یہی وہ لوگ ہین جو اَب پارسی کہلاتے ہین -

جب اسلام سارے مُلک مین پھیل گیا تو لازمی تھا کہ عربی زبان بھی چارون طرف اپنا رنگ جمائے کیونکہ یہ حاکمِ وقت کی زبان تھی اور حاکمون کی

زبان مین عجیب شان ہوتی ہے چنانچہ عربی رانی بنکر مسندِ عدالت اور تخت سلطنت پر بیٹھی اور پہلوی کو لونڈی کا درجہ ملا - بڑا خوف تھا کہ جس طرح اسلام نے ایران کے پُرانے مذہب کو وہان سے اُڑایا - عربی زبان بھی پہلوی کا نام و نشان مٹائے لیکن ایرانیون نے مذہب تو بدلا پر اپنی زبان نہین بدلی - عربی زبان نرم اور فصاحت سے بھری ہے اور ایرانیون نے بڑے شوق سے اُسے سیکھا - مگر اپنی مادری زبان نہین چھوڑی بلکہ عربی کے لفظون کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنی زبان مین نگینے کی طرح جڑدیا - عربی لفظون کے داخل ہونے سے پہلوی مین بڑا لطف اور سُہانا رنگ پیدا ہوگیا - اور اُسی ملی جُلی لطیف اور رنگین زبان کو فارسی کہتے ہین اُسی فارسی نے آہستہ آہستہ ایسی شہرت اور مقبولیت پائی کہ محمود غزنوی کے زمانہ مین ایران - ترکستان اور افغانستان کی درباری اور علمی زبان کا درجہ رکھتی تھی محمود اور محمد غوری اسی زبان کو ہند مین اپنے ساتھ لائے اور قطب الدین ایبک کے عہد سے اسی زبان مین علمی مجلسین جمنے لگین - سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین ایسی مجلسون کو بڑا فروغ حاصل ہوا - اس فرخندہ آثار بادشاہ کے اوصاف و خصائل بہت اعلےٰ درجہ کے تھے - یہ ۱۲۶۵ع مین تخت نشین ہوا اور اکیس برس تک اس نے کارہائے سلطنت کو بڑی سنجیدگی اور فہم و انصاف کے ساتھ انجام دیا - گو اس کے زمانہ مین ہندؤن کو معزز عہدون کا ملنا بند ہوگیا تاہم اُس نے کبھی اپنی رعایا پر ظلم نہین کیا - اس کے عہد مین دہلی کو وہ شان و شوکت حاصل ہوئی کہ باہر کے سلاطین اس کی دوستی کو اپنا فخر سمجھتے تھے -

اُسی زمانہ مین وسط ایشیا مین مغلون نے عجیب کُہرام مچا رکھا تھا۔ اُن کے متواتر حملون نے سلطنتون کو برباد کر دیا اور مسلمانون کے لیے قیامت پیدا کر دی۔ بہت سے بادشاہون اور شاہزادون نے بھاگ کر ہند مین بلبن کے ہان پناہ لی۔ یہان اُن کی بڑی قدر ہوئی اور وہ اکثر دربار مین موجود رہتے تھے۔ بلبن اور اُس کا بڑا بیٹا سلطان محمد علم و ہنر کے نہایت شوقین اور ارباب علم و فضل کے بڑے قدردان تھے۔ محمود سنجر کے دربار مین تو کیا اہل دانش اور باکمال کا جمگھٹا تھا جیسا بلبن کے دربار مین تھا۔ امیر خسرو اور امیر حسن علار سنجری ان ہی کے دربار کے روشن ستارے تھے۔ اِن کی غزل خوانی اور نواسنجی نے دہلی کو رشکِ شیراز اور ہمپلۂ اصفہان بنا دیا تھا۔

جلال الدین فیروز شاہ اور سلطان علار الدین جو خلجی خاندان کے بادشاہ تھے عُلمار و فضلار اور دیگر صاحب کمال کو ہمیشہ انعام و اکرام دیتے اور انکی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اسی طرح غیاث الدین تغلق اور اُس کے جانشینون کے عہد مین عالمون اور شاعرون کی بڑی آؤ بھگت رہی۔ غرض کُل افغان بادشاہون کے زمانہ مین برابر دربار اور مُلکی امور مین فارسی زبان کا زور رہا۔

سولھوین صدی مین جب بابر نے ہند مین افغانی بادشاہت کی جگہ سلطنت مغلیہ قائم کی تو اُس وقت بھی چارون طرف فارسی ہی کا دور دورہ تھا اور مغلون کے دربار اور فوج کی یہی زبان تھی۔

پانچوان باب

ہندی پر عربی اور فارسی زبانون کا اثر

ہم دوسرے باب مین بتا چکے ہین کہ آگرہ۔ متھرا اور دہلی مین اور انکے گرد و نواح مین بھاشا بولی جاتی تھی۔ اور یہ بھاشا سنسکرت اور پراکرت سے نکلی تھی۔ یہ خیال کہ ہندی کے لفظ یون ہی اتفاق سے مسلمانون کے زمانہ مین اور اُن ہی کی صحبت مین پیدا ہو گئے بالکل غلط ثابت ہوا۔ ہم خود عقل سے یہ فیصلہ کر سکتے ہین کہ جب شمال کی طرف سے مسلمان بادشاہون نے گیارھوین صدی عیسوی مین ہند پر حملے شروع کر دیئے۔ اُس وقت ہندؤن کی ضرور کوئی خاص زبان ہو گی جسے راجا اور پرجا دونون بولتے ہون گے اور جس مین ہر طرح کی کارروائی ہوتی ہو گی۔ ہندؤن کی زبردست ریاستین اُس وقت موجود تھین اور مالوہ گجرات۔ بندیلکھنڈ۔ قنوج وغیرہ مین اُن کے بڑے بڑے مہاراجہ حکومت کرتے تھے۔ آزادی۔ راج پاٹ۔ عیش و آرام سب کچھ انھین حاصل تھا۔ اور لوگ باگ کوئی نہ کوئی زبان بولتے ہون گے پس وہ کون سی زبان تھی جسے سب بولتے تھے؟ یہ زبان سنسکرت اور پراکرت کی بیٹی بھاشا تھی جو دہلی کے اطراف مین چارون طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ ہم جانتے ہین کہ زبان سیکڑون برس مین پھیلتی اور خاص شکل و

صورت اختیار کرتی ہے - یون ہی بھاشا مین صدیون کی تیاری دکھائی دیتی ہی اور اسی بھاشا پر عربی اور فارسی کا اثر پڑا -

شروع مین یہ اثر ذرا کم تھا - اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان بادشاہ ہند مین آتے اور لوٹ مار کر کے پھر افغانستان کی طرف چلے جاتے تھے - محمود غزنوی کے سترہ حملے مشہور ہین - وہ طوفان کی طرح آتا تھا اور اپنا کام کر کے پھر غزنی کو لوٹ جاتا تھا - اس کے جانشینون کے عہد مین اکثر مار دھاڑ رہی - محمد غوری کے زمانہ مین بھی یہی حال رہا - جب ۱۲۰۶ع سے دہلی مین مسلمان بادشاہی شروع ہوئی تو پھر ہر طرف اور ہر وقت جنگ کی تیاریان رہنے لگین پہلے تو پچاس ساٹھ برس مین مُلک پر آفت آیا کرتی تھی - اب خانہ جنگی اور بے اطمینانی دن رات کی مہمان ہو گئی - ابھی ایک خاندان تخت پر بیٹھا ہی ابھی دوسرا - آج مالوہ پر چڑھائی ہے تو کل گجرات پر - ادھر افغان امرا آپس مین خونریزی کر رہے ہین - اُدھر شمال کی طرف غنیم کو روکنے کے لیئے فوج بھیجی جا رہی ہے - اسی زمانہ مین ایشیا مین عجیب کہرام مچا ہوا تھا - چنگیز خان کا دور تھا اور سارے ایشیا مین کھلبلی تھی وہ اپنی لاکھون لاکھ سپاہ کو لیکر اِدھر اُدھر سلطنتون کو اُجاڑتا اور نیست و نابود کرتا پھرتا تھا - خاصکر ملک فارس اور بغداد کی طرف ہر دم کا فتنہ و فساد تھا - نہ جانکی خیریت تھی نہ مال کی - نہ بادشاہ کی سلامتی تھی نہ رعایا کی - عالم و فاضل اپنا اپنا وطن چھوڑ کر بھاگے چنانچہ غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی کے دربار مین جس نے ۱۲۶۵ع سے

۱۲۸۷ء تک حکومت کی - اَور اَور مُلک کے پندرہ بادشاہ اور بہت سے عالم وفاضل جمع تھے - پس یہ زمانہ گویا خون کا زمانہ تھا - بھلا ایسے حال مین جب سب کو جان اور مال کی پڑی تھی - زبان کی طرف کس کا خیال ہوتا؟ ہندو اپنے راج پاٹ اور گھر بار کو سنبھالتے یا بھاشا کی خبر لیتے؟ یہان تو ہند کے میدان خون سے رنگین تھے - زبان کی رنگینی کی طرف کس کی توجہ ہو سکتی تھی؟ صاف ظاہر ہے کہ ایسے حال مین بہت کم کتابین تصنیف ہوئی ہون گی اور جو کچھ ہوئین بھی وہ فارسی مین - ہندوون کو اگر چین ملتا تو کچھ کر گذرتے -

تاہم ایک بات تو ضرور ہی ہوئی کہ مسلمان فاتحون کی زبان کا اثر بھاشا پر ہونے لگا - اور یہ اثر خصوصاً اُس وقت سے زیادہ ہوا جب محمود غزنوی نے ہند پر حملے شروع کر دیئے - بے شک اس زمانہ کی کوئی بھاشا کی کتاب نہین جس سے ہم اس اثر کا اندازہ کرین - پر یہ ناممکن ہی کہ کوئی قوم ہند پر سترہ[۱۷] حملے کرے اور پھر بھی یہان کی زبان پر اُس کا کوئی اثر نہ ہو - محمد غوری اور پرتھی راج کے زمانہ کی ایک کتاب ہے اُس مین ہم دیکھتے ہین کہ عربی اور فارسی کے بہت سے لفظ بھاشا مین آگئے تھے اور اُن کا استعمال خود پرتھی راج کے دربار مین ہوتا تھا - افغان بادشاہون کے زمانہ مین عربی اور فارسی کا اثر اور زور کے ساتھ ہونے لگا کیونکہ اُنھون نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا - تو بھی آئے دن کی سازشون اور لڑائیون اور فاتحون اور مفتوحون کی سخت نفرت و عداوت کے سبب سے وہ اثر ایسا نہوا کہ بھاشا کی رنگت کو بالکل بدل دے - اتنا ضرور ہوا کہ

کام چلانے کو عربی اور فارسی کے لفظ بھاشا مین ملاکر بولنے لگے۔
اس بات کو سب تسلیم کرتے ہین کہ زبان کی ترقی اُس وقت بڑے زور کے ساتھ ہوتی ہے جب اُس مین مذہب کو دخل ہوجاتا ہے۔ ویدون کی بدولت دیکھو سنسکرت کا کیا فروغ ہوا۔ بودھ مذہب کے سبب سے پراکرت نے کیا رنگ دکھایا قرآن نے عربی کا کیا درجہ بنایا۔ بیبل نے انگریزی مین کیسی رونق پیدا کردی۔ اسی طرح پندرھوین اور سولھوین صدیون مین ایک بڑی مذہبی تحریک پیدا ہوئی۔ مسلمانون سے پہلے ہند مین خاصکر دو نسل کے آدمی تھے یعنی ایرین اور دراودی۔ ایرین حاکم تھے اور دراودی اُن کے محکوم۔ پر مُدّتون سے ایک ساتھ رہتے تھے دراودی قوم پر ہندؤن کا ایسا اثر ہوا کہ اُنھین سے عنقریب سارے ہندو مذہب کو ماننے لگے جب مسلمان یہان آئے تو اپنے دین کو ساتھ لائے اور شروع مین ان دونون مین نہایت سخت عداوت تھی ہندو مسلمانون کو شودر سمجھتے اور مسلمان ہندؤن کو کافر اور بُت پرست کہتے تھے۔ مگر جب مسلمان یہان جم گئے اور ملک ہند کو اپنا وطن ماننے لگے اور ہندؤن کی طبیعت اور دینی رسوم سے واقف ہوگئے اور اُدھر ہندو بھی اُن کے مزاج اور خصلت کو پہچان گئے تو نفرت اور سختی کے بجائے کچھ کچھ دوستانہ قائم ہونے لگا۔ اب چند ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے جنھون نے یہ چاہا کہ کوئی ایسا طریق نکالین جو ہندو اور مسلمان دونون کے نزدیک اچھا اور مرغوب ہوتا کہ ہندو اور مسلمان دونون اُس طریق پر چلکر ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئین چنانچہ پندرھوین صدی مین کبیر نے اور سولھوین صدی مین گرو نانک نے اس طرح کی کوشش کی۔ اور

اپنی پاکیزہ زندگی اور محبت آمیز کلام سے ہزارون چیلے بنائے ایک نے کبیر پنتھ اور دوسرے نے سکھ مذہب کو قائم کیا۔ یہان ہمین اُن کے کلام سے مطلب ہے۔ دونون نے اپنا دینی کام ہندی زبان مین کیا۔ مگر اُس ہندی مین سیکڑون لفظ عربی اور فارسی کے ہین۔ اور اُنکی ہندی بھی وہ ہندی ہی جسے ہر کوئی آسانی سے سمجھ لے گا۔ اِس زبان کا نمونہ ہم آگے دین گے۔ یہان اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ ان دونون بزرگون کی برکت سے اُس وقت کی زبان کو پورا پورا رواج ہوگیا۔ اور عام فہم اور فارسی ملی ہوئی ہندی پنجاب سے لیکر بنگالہ تک پھیل گئی۔

پندرھوین صدی کے آخر مین جب سِکندر لودھی دہلی کا بادشاہ تھا ہندوؤن کو فارسی پڑھنے کا شوق ہوا۔ اب تک شائستہ اور مہذب ہندو فارسی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے آئے تھے اسی لیئے اُسکا مطالعہ نہین کیا۔ رفتہ رفتہ جب نفرت اور عداوت کم ہوئی تو سب سے پہلے کائستھون نے فارسی پڑھی اور شاہی دفتر مین داخل ہوئے۔ پھر کیا تھا؟ اب تو رستہ کھُل گیا اور پڑھے لکھے ہندو فارسی کے لفظ اور محاورے بے دھڑک بھاشا مین ملاکر بولنے لگے اور عورت اور مرد اور بچہ بچہ کی زبان سے چاروں طرف وہ عبارتین سنائی دینے لگین جن مین عربی اور فارسی کے لفظ بھرے تھے۔

اتنے مین ۱۵۲۶ء سے افغانون کی جگہ مغلون کا تسلط ہوگیا۔ بابر اور ہمایون کے عہد مین تو بہت کچھ بدانتظامی رہی مگر اکبر کے زمانہ سے امن شروع ہوا۔ اکبر بادشاہ ہر طرح سے قابل تعظیم ہے۔ وہ بڑا بہادر اور سمجھدار تھا

اور اُس کے مزاج مین بہت بڑی ملنساری اور ہمدردی تھی - اُس نے ہندؤن کے دلون مین اپنی دلیری کی بھی دَھاک جمائی اور اپنی محبت کا بھی سِکّہ بٹھایا اور مصلحت جانکر ڈاڑھی منڈوادی اور ہندو مہاراجون کی طرح کھڑکی دار پگڑی باندھ لی - محل مین ہندو شہزادیان آگئین - دربار مین ہندو وزیر اور مشیر بنے - اکبر نے ان کا دل یہان تک ہاتھ مین لیا کہ وہ سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے جان نثار محافظ بن گئے - اس میل جول سے زبان کو بھی ترقی ہوئی اکبر کے دربار مین ہر قسم کے عالم - فاضل اور شاعر جمع تھے - اور بادشاہ کو سب سے محبت تھی اور سب کا لحاظ تھا - ہندو شہزادون کے ساتھ رہکر مسلمانون کو اب یہ شوق ہوا کہ سنسکرت پڑھین - چنانچہ فیضی اور خانخانان نے سنسکرت زبان مین وہ غضب کی لیاقت پیدا کی کہ کئی مشہور کتابون کا ترجمہ سنسکرت سے فارسی مین کر ڈالا نلدمن - رامایں اور مہابھارت وغیرہ فارسی مین اُنھین کی ترجمہ کی ہوئی ہین - اس طرح آپس کا ربط ضبط روز بروز بڑھتا گیا اور مسلمان اور ہندو شیر و شکر ہوتے گئے -

اکبر کا زمانہ تاریخی اعتبار سے نہایت سعید و قابل یادگار ہے - اُس کے دربار مین نو آدمی تھے جو نورتن کہلاتے ہین - اُن کے نام یہ ہین - راجہ بیربل[1] راجہ مان سنگھ[2] - راجہ ٹوڈرمل[3] - حکیم حمام[4] - مُلّا دوپیازہ[5] - فیضی[6] - ابوالفضل[7] میرزا عبدالرحیم خانخانان اور تانسین[8] - ان کی صلاح و مشورے اور حُسن انتظام سے ملک مین چارون طرف سینکڑون برس کے بعد لوگون کو امن و چین نصیب ہوا

اکبر نے اپنی اصلی طاقت اور قدرتی لیاقت کو ہندوؤن کے ساتھ جنگ مین تول لیا تھا اس لیئے کبھی وہ شمشیر سے کام لیتا کبھی تدبیر سے - ہندوؤن کے ساتھ ناطے رشتے بھی ایسے پیدا کیئے کہ ایک ہندو شاہزادی جہانگیر کی مان تھی اور ایک اسکی زوجہ - دربار مین ہر قسم کے لوگون کا اجتماع رہتا تھا - پادری - پنڈت - پارسی - چینی شیعہ اور سنی - سب پر بادشاہ کی نظر شفقت رہتی - شعرا اور اہلِ کمال کے ساتھ گویئے اور مطرب بھی برابر بیٹھے دکھائی دیتے - ہندوؤن اور ہندو مذہب کے ساتھ اُسے بڑی ہمدردی اور دلچسپی تھی - ہندو اس دلجوئی اور محکوم نوازی کو دیکھکر اس پر تن و دل سے قربان ہوگئے - اُدھر راجہ ٹوڈرمل نے یہ حکم نکالا کہ فارسی مین مال گذاری اور محصول کے حساب کتاب رکھے جائین - ہندو شوق سے فارسی سیکھنے اور اپنی فارسی لیاقت پر فخر کرنے لگے -

صدیون کے بعد جو ہندوؤن کو ایسی بے فکری اور امان حاصل ہوئی تو قومی دماغ نے بھی یک بیک نہایت نورانی اور موثر پیرایہ مین اپنا جلوہ دکھایا - کہان پہلے افغانون کے عہد مین مندر توڑے جاتے اور بتون اور پجاریون کی آفت آتی تھی - کہان اب ایسی مہربانی اور عدل و انصاف کہ ہندو جاتریون سے پیسہ بھی محصول نہین لیا جاتا - نتیجہ یہ ہوا کہ کہین تانسین بیٹھے الاپ رہے ہین کہین سورداس جی بھجن گا رہے ہین - کہین تلسی داس رامائن کو ہندی مین منظوم کر رہے ہین - بادشاہ کو جیسے موسیقی - مصوری - نقاشی - سنگ تراشی - اور فن عمارت کے مربّی ہونے کا شوق تھا ایسے ہی کتابون کو جمع کرنے کا بھی تھا - چنانچہ اس کے کتب خانہ مین

کوئی چوبیس ہزار کتابون کا مجموعہ تھا جنکی قیمت کوئی سات کروڑ روپے کے قریب تھی - اکبر اور مُغل اُمراء کو باغ باغیچون کا بھی شوق تھا - لہذا جابجا بڑی خوشنما باڑیان دکھائی دینے لگین جن مین قسم قسم کے پھل اور میوجات کے درخت ہوتے - امن - آزادی اور خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ چارون طرف شاہی سڑکین اور پُل - سرائے اور کوئے بنائے گئے اور کاشتکاری - دستکاری اور تجارت کو ازحد ترقی ہوئی -

ان سارے حالات پر غور کرکے ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین کہ خاصکر اس عہد مین اور اکبر کے بعد اُس کے جانشینون کے زمانہ مین عربی وفارسی الفاظ کا کثرت کے ساتھ بھاشا مین داخل ہوجانا اور اس ملی جُلی زبان کا مانوس و مُروّج ہونا کسقدر سہل اور ضروری تھا -

ان افغان اور مغل بادشاہون کے زمانہ مین بڑی بڑی تبدیلیان ملک مین ہوئین اور رسم - دستور - دین - علوم وفنون - حکمت اور حکومت سب پر اُن کا اثر بجلی کی طرح دوڑ گیا - وہ اپنے ساتھ اس ملک مین نیا مذہب نئے خیالات - نئے طریقے اور نئی زبان لائے - یہان کی قومین ایرین ہون یا دراوڑی اُن نئے حکمرانون کی نظر مین برابر تھین - اب ایک نئی دنیا تھی اور نئی روشنی کا زمانہ ہر چیز اور ہر بات مین اب کچھ اور ہی لطف تھا اور اَور ہی رنگ - مسلمان حاکمون کی صحبت مین رہکر یہان کے باشندون کا بھی کچھ اور ہی ڈھنگ ہونے لگا - لباس بدلا - ملنے جُلنے کے قاعدے بدلے - رہنے سہنے کے طریق بدلے - مُلکی قانون بدلا - یہان تک کہ

لفظون کو انگریزی کا جزو نہین کہہ سکتے۔ مگر اُردو اس طرح سنسکرت۔ دراوڈی۔ عربی اور فارسی لفظون سے ملکر بنی ہے کہ بولتے وقت ہمین ضرور ہی ان چارون زبانون سے کام لینا پڑتا ہے۔ مثلاً گھر کو خوب صاف رکھو۔ شام کو تازی ہوا کھانے اس سے کھانا ہضم ہوتا ہی۔ اس عبارت مین صاف اور ہضم دونون عربی لفظ ہین مگر یہ اُردو زبان کے ایسے جُزو ہین کہ اِن کی جگہ اور کوئی لفظ آہی نہین سکتے۔ اسی طرح خوب۔ شام اور ہَوا فارسی ہین اور تازی فارسی لفظ تازہ کا مؤنث ہی۔ ان فارسی لفظون کے بجائے بھی کوئی اور لفظ نہین آسکتے۔ گھر اصل مین سنسکرت لفظ گرہ ہے بگڑ کر گھر ہوا۔ کو دراوڈی ہے۔ رکھنا۔ کھانا اور ہونا غالباً دراوڈی مصدر ہین۔ اور اب ہندی الفاظ کہلاتے ہین۔ ایسے ہی ذرا اس عبارت کو دیکھو۔ "وہ بہت دنون سے بیمار ہے۔ اور علاج بھی مدّت سے ہو رہا ہے۔ پر اب تک کچھ فائدہ نظر نہین آتا۔ حالت اسکی اب ایسی ہے کہ جسم مین خون باقی نہین رہا۔ اب تو بس خدا ہی کا آسرا ہی" یہ عبارت بالکل سادہ ہی اور اسے ہر کوئی سمجھ لے گا۔ سارے لفظ روزمرّہ کے لفظ ہین اور سب کی زبان پر چڑھے ہوئے ہین۔ مگر اب شرح کرکے دیکھو کہ کس کس زبان کے لفظون سے یہ عبارت بنی ہے۔ بیمار۔ خون۔ بس۔ خدا یہ فارسی کلمے ہین۔ علاج۔ مُدّت۔ فائدہ۔ نظر۔ حالت۔ جسم۔ باقی۔ یہ سب عربی کلمے ہین۔ سنسکرت کا فقط ایک لفظ آیا یعنی آسرا۔ باقی جتنے الفاظ ہین وہ سب ہندی ہین۔ ان ہندی لفظون مین کون کون سے دراوڈی زبان کے لفظ ہین۔ ہم نہین بتا سکتے۔ پر اتنا جانتے ہین کہ ہندی پراکرت کی بیٹی ہی اور پراکرت مین

دراوڑی کلمے بھرے ہوئے ہین - لہذا اوپر کی عبارت مین جو ہندی الفاظ ہین
اُن مین سے کئی بلاشبہ دراوڑی لفظ ہون گے - ایسی عبارت سے ایک اور
بات ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عربی اور فارسی کا بہت بڑا اور گہرا اثر بھاشا
پر ہوا - عورت - مرد - پڑھے - اَنپڑھے - شریف - رذیل - سب کے منھ سے بولتے
وقت بے ساختہ عربی اور فارسی لفظ ہندی لفظون کے ساتھ جھڑنے لگتے ہین - اگر
کچھ فرق ہی تو صرف اتنا کہ بولتے اور لکھتے وقت کوئی عربی اور فارسی کے تھوڑے
لفظ استعمال کرتا ہے کوئی زیادہ - لکھنؤ والے ہندی الفاظ کے بجائے فارسی
اور عربی لفظون کا استعمال کرنا زیادہ پسند کرتے ہین - پر اُردو زبان کی خوبی
اسکی سادگی اور سلاست مین ہے - جو چھوٹے چھوٹے عام فہم لفظون سے کام لے
سکتا ہے اسکی عبارتین سلیس اور سادہ ہون گی اور جو عربی اور فارسی کے رنگ کو
زیادہ ملائے گا اُس کی بات مشکل سے سمجھ مین آئے گی -

جو کچھ اب تک بتایا گیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی نے خاص یہ
کوشش کبھی نہین کی کہ بھاشا کے ساتھ عربی اور فارسی کو ملا کر ایک نئی زبان
بنائے بلکہ جس طرح قدرتی طور پر پراکرت زبان پیدا ہوئی اور پھر پراکرت سے بھاشا
نکلی اُسی طرح قدرتی طور پر بھاشا سے اُردو بنی - زبان ایسی چیز نہین جسے کوئی
شخص ایجاد کرے اور اگر چند آدمی ملکر خاص لفظ اور محاورے ایجاد بھی کرین تو
جب تک اُنھین عوام قبول نہ کرین وہ لفظ اور محاورے زبان کا جزو نہین بن سکتے
اصلی ٹکسالی زبان وہی ہے جس نے خاص و عام مین مقبولیت اور رواج پایا ہو -

ہم اُردو کے بارے مین یہ دعوٰے بڑے زور کے ساتھ کرتے ہین کہ وہ خاص کسی جماعت یا قوم کی تحریک اور کوشش سے پیدا نہین ہوئی - نہ اُسے ہندؤن نے بنایا نہ مسلمانون نے اور نہ کسی خاص مصلحت اور تدبیر سے وہ بنی - گیارھوین صدی عیسوی مین بھاشا اپنی پُرانی صورت مین دہلی - متھرا اور آگرہ کے اطراف مین بولی جاتی تھی - اُسی زمانہ مین شمال سے ہند پر مسلمان قومون کے حملے شروع ہو گئے اور ان حملون کے بعد یہان مسلمان بادشاہی قائم ہو گئی - جب بادشاہی قائم ہوئی تو ہندو مسلمانون کے محکوم بنے - اب ضرور تھا کہ مسلمان حاکمون کی فارسی زبان کا اثر بھاشا پر ہو - چنانچہ جب ان دونون قومون کا رشتہ حاکم اور محکوم کا ہوا تو اب قاعدے کے مطابق اُن کا گہرا تعلق ہوا اور محض ضرورت کے سبب سے عام لوگون کو ایک دوسرے کی زبان کے لفظ ملا کر بولنا پڑا - مسلمانون کو اپنی رعایا کے ساتھ ٹوٹی پھوٹی بھاشا بولنی پڑی اور ہندؤن کو اپنی بات اور مطلب سمجھانے کے لیئے مسلمانون کے آگے بھاشا کے ساتھ فارسی ملانی ضرور ہوئی - یون آہستہ آہستہ بالکل قدرتی طور پر بھاشا مین عربی اور فارسی کے لفظ شامل ہونے لگے - ایسے حال اور ایسی آب وہوا مین اُردو نے جنم لیا اور پرورش پائی اور اب سیکڑون برس کے استعمال سے اسمین وہ لطف اور رنگ پیدا ہو گیا ہے جو مسلمانون اور ہندؤن دونون کے نزدیک نہایت پیارا اور خوشنما ہی - یہی ایک زبان ہے جو نہ خاص مسلمانون کی میراث ہی نہ ہندؤن کی بلکہ دونون قومون نے ملکر اسے پالا پوسا اور اس کی سیوا اور ٹہل کی ہی اور اس کے بناؤ سنگار مین دونون نے ہاتھ لگایا ہے اس لیئے ایک اعلےٰ اور سچے معنی

مین زبانِ اُردو ہندوؤن اور مسلمانون دونون کی ساختہ پرداختہ ہے اور دونونکی لاڈلی بنی ہوئی ہے۔ اور خصوصاً دو تین سو برسون کی محنتون اور مشق نے اس مین وہ بلا کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کی قوّت بھر دی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور گہرے سے گہرے خیال اس مین بڑے زور و اثر کے ساتھ ادا ہو سکتے ہین اور منجملہ اور قدرتی جوہر واوصاف کے اس مین ایسی غضب کی شیرینی اور نزاکت ہی کہ لفظون مین اُن کا بیان بھی ناممکن ہے۔ ذرا کوئی اُردو کے شاعرون اور نامی مصنفون کے طلسم خانہ کو دیکھے تو وہ خود ہی قائل ہو جائے گا کہ ہمارا دعوٰی بالکل صحیح ہی۔

ساتوان باب

اُردو زبان کا شروع ۱۰۰۱ع سے ۱۲۰۶ع تک

اس بات سے اکثرون کو بڑا تعجب ہو گا کہ اُردو زبان کوئی نو سو برس ہوئے جب شروع ہوئی۔ پر یہ بات بالکل درست ہے اور ہم اسے تاریخ سے ثابت کرینگے۔ ہم نے پچھلے باب مین بتایا کہ اُردو خاصکر چار زبانون سے ملکر بنی ہے۔ یعنی سنسکرت دراوڈی۔ عربی۔ اور فارسی سے۔ ہم نے یہ بھی بتایا کہ بھاشا سورسینی پراکرت کی بیٹی ہی اور سورسینی پراکرت مین سنسکرت اور دراوڈی زبانون کی آمیزش ہے۔ بھاشا کی عمر بھی ہم نے نو سو برس کی بتائی ہے۔ اَب سنو کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ ۱۰۰۱ع مین

بھاشا دہلی ۔ متھرا آگرہ اور اجمیر کے اطراف مین بولی جاتی تھی ۔ اور ہندوستان کے اَور اَور حصّون مین دیسی بولیان تھین جو اور پراکرتون سے نکلی تھین ۔ اُن دیسی بولیون سے ہمین اس وقت کوئی مطلب نہین ۔ ہم تو دکھانا چاہتے ہین کہ اُردو زبان سنہ۱۰۰۰ع سے شروع ہی ۔ یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کیا سچ مچ اُردو اُس ہی وقت سے شروع ہی؟ ہمارا جواب ہی کہ ہان ۔ اُردو زبان درحقیقت اِس ہی زمانہ سے شروع ہوئی ۔ اب ذرا سوچو کہ اُردو کا جنم کس طرح ہوا ۔ دہلی اور اُس کے گردونواح مین بھاشا لوگون کی بولی تھی ۔ اِسی مین وہ بات چیت کرتے اور اسی سے اُن کا مطلب حل ہوتا تھا ۔ اب تک عربی یا فارسی کا خمیر اُسمین داخل نہین ہوا تھا ۔ اِدھر یہ حال تھا اُدھر شمال سے محمود غزنوی سیاہ آندھی کی طرح اُٹھا اور سنہ۱۰۰۰ع مین پنجاب کے ہندو راجہ جیپال کو شکست دیکر اُس کے ملک کو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا ۔ حملہ آور اور بہادر ہونے کے ساتھ وہ عالمون اور فاضلون کا بڑا قدردان بھی تھا ۔ اُس کی فیاضی کی شُہرت سُنکر دور دور سے اہلِ کمال اُس کے دربار مین جمع ہو گئے ۔ فردوسی جو فارسی زبان مین سب سے نامی شاعر ہوا ہے محمود کے دربار مین رہتا تھا ۔ پنجاب مین اب محمود کی طرف سے کچھ فوج اور شاہی افسر چھوڑے گئے ۔ ان سبھون کی زبان فارسی تھی ۔ پنجاب کو فتح کرنے کے بعد محمود نے ہند پر سولہ۱۶ حملے اور کیئے اور گجرات ۔ قنوج ۔ مالوہ بندیل کھنڈ اور کالنجر تک دھاوا مارتا تھا ۔ ہندو محمود کے نام سے کانپتے تھے اور اُس کی خونریزی اور لوٹ مار کے سبب سے چارون طرف ملک مین سناٹا تھا ۔

یہ تعصب محض ہندو ذہن کی پیداوار ہے ورنہ محمود جیسے غازی سے ایسی حرکت منسوب کرنا اُس کی توہین ہے۔ اشرف بھٹی۔ ۴۰ بی۔اے سٹوڈنٹ۔ گورنمنٹ کالج۔ لاہور۔

ایک موقعہ پر وہ بہت سے ہندوؤں کو قید کر کے غزنی لے گیا اور اُنھیں وہاں غلاموں کی طرح دو دو روپیے بیچا۔ اب ذرا غور کرو کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محمود ہند پر اتنے حملے کرے اور ہندوؤں کی ریاستوں کو یوں پامال کرے اور پنجاب میں اپنی کچھ فوج رکھے اور اُس کی زبان یعنی فارسی کا کوئی اثر یہاں کی بھاشا پر نہ ہو؟۔ اِس سوال کا جواب ہر شخص یہی دے گا کہ عربی اور فارسی کے لفظ ضرور اُس ہی کے وقت سے بھاشا میں داخل ہونے لگے۔ اور جب سے عربی اور فارسی لفظوں کا دخل بھاشا میں ہوا تب ہی سے اُردو شروع ہوئی۔ ہاں اتنا ضرور یاد رکھنا پڑے گا کہ یہ اثر بہت ہلکا سا تھا کیونکہ وہ یہاں کبھی جما نہیں اگر وہ ہندوستان کو فتح کر کے یہیں رہنے لگتا اور غزنی کے بدلے دہلی یا آگرہ کو اپنا دارالحکومت بناتا تو بہت جلد فارسی اور بھاشا کے ملاپ سے اُردو پیدا ہو جاتی۔ پر وہ ہند میں آتا تھا اور ہندو ریاستوں کو لوٹ لاٹ کر غزنی کو واپس چلا جاتا تھا۔ اس لیئے اُس کے عہد میں بہت کم تبدیلی ہوئی۔

محمود کی وفات کے بعد اُس کے جانشینوں کے زمانہ میں بھی برابر فتنہ و فساد رہا۔ ساتھ ہی ساتھ بارھویں صدی کے بیچ سے غوریوں کی طاقت بڑھنے لگی اور اُنھوں نے محمود کے خاندان کو غزنی سے نکال کر پنجاب کی طرف بھگا دیا۔ اب گویا غزنوی خاندان کی سلطنت فقط پنجاب اور سندھ پر محدود رہی۔ پچیس ۲۵ تیس ۳۰ برس کے اندر ۱۱۸۶ء میں محمد غوری نے یہاں سے بھی انھیں نکالا اور پنجاب اور سندھ کو اپنی قلمرو میں ملا لیا۔ جب تک محمد غوری زندہ رہا وہ

راجپوتون سے لڑتا بھڑتا رہا۔ آخر اس کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۰۶ع مین دہلی شہر مسلمان بادشاہون کا دارالحکومت بنا۔

محمود غزنوی کے وقت سے لیکر محمد غوری کے زمانے تک بھاشا پر فارسی کا اتنا اثر ہوا کہ کوئی ستّر اسّی لفظ عربی اور فارسی کے بھاشا مین داخل ہوگئے۔ پرتھی راج کے دربار مین اُس وقت ایک بڑا مشہور شاعر تھا جس کا نام چند بردائی تھا۔ اِس شخص نے ہندی نظم مین ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام پرتھی راج راسو ہے۔ یہ کتاب تین موٹی موٹی جلدون مین ہی اور اس کے کوئی ستّر حصّے ہین۔ چند بردائی نے اپنی نظم مین پرتھی راج کا سارا حال دیا ہی۔ محمد غوری کا اور اُس کی شکست کا حال بھی اِس کتاب مین ہی۔ چند بردائی کا کلام اُس وقت کی ہندی زبان کا آئینہ ہی اور اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ فارسی کے خمیر نے ہندی پر کتنا اثر کیا۔ محمد غوری سے پہلے دہلی کے اطراف پر تو مسلمانون کا قبضہ بھی نہین ہوا تھا تو بھی ہم دیکھتے ہین کہ پرتھی راج جیسے آزاد اور زبردست ہندو راجہ کے دربار مین بیسیون لفظ فارسی کے ہندی کے ساتھ ملا کر بولے جاتے ہین۔

پس ہم صفائی کے ساتھ دیکھتے ہین کہ اُردو زبان کا بیج گیارھوین اور بارھوین صدیون مین پھوٹا اور قطب الدین ایبک کے زمانے تک چھوٹی چھوٹی نرم اور نازک پتیان بھی نکل آئین۔ چونکہ ابھی تھوڑے ہی سے فارسی اور عربی لفظ ہندی مین داخل ہوئے تھے اس لئے ہندی کا اصلی رنگ تبدیل نہین ہوا پر اتنا تو ضرور ہوا کہ اُردو کی بنیاد پڑ گئی۔ اب ذرا تھوڑے سے نمونے بھی

دیکھ لو۔ ایک موقعہ پر چند بردائی کہتا ہی مصرع صاحب سلام سب کری آئے
یعنی صاحب سلامت کر آئے۔ پھر جب پرتھی راج پدماوتی کو لیکر قنوج سے
بھاگا تو اس کا بیان چند بردائی نے یون کیا ؎

بھئی خبر نگر باہر سُنائے پدماوتی ہری لئے جائے

پھر آگے شاعر کہتا ہی ع لے چلیو شتابی کر پہاڑ فوج ٭ خبر اور فوج
عربی لفظ ہین۔ اور شتابی بمعنی جلدی اور رُخ دونون فارسی کلمے ہین جو
عربی اور فارسی لفظ پرتھی راج راسو مین بار بار آئے ہین اُنمین سے تھوڑے
سے یہان نقل کرتا ہون۔ مثلاً شہر۔ تلوار۔ مقام۔ فرمان۔ پیش
حکم۔ نشان۔ پہلوان۔ گُرز۔ کمان۔ تیر۔ تسبیح۔ سلطان۔ تازی۔
(یعنی عربی گھوڑا) زین۔ روز۔ حضور۔ تیغ۔ فوج۔ شاہزادے۔ امراء۔ کاغذ
سوار۔ زور آور۔ بیجال۔ بازار۔ رعیت۔ شاہان۔ موج۔ مال۔ تخت۔
دربار۔ جواہر۔ زنجیر۔ جانور۔ شکار وغیرہ۔

یہ یاد رہے کہ محمد غوری سے یہ لفظ ہندی مین شامل ہو گئے تھے ورنہ
چند بردائی اِنھین اپنی کتاب مین پہلے استعمال نہ کرتا۔ پس ہمین پکا ثبوت
مل گیا کہ اُردو زبان کا شروع اس ہی زمانہ مین ہوا۔ اور یہ خیال بالکل بے
بنیاد ہے کہ اُردو مُغل بادشاہون کے وقت مین پیدا ہوئی۔

اب ہم اُس وقت کی بھاشا کا بھی نمونہ پیش کرتے ہین۔ پدماوتی رانی
کے پاس ایک طوطا تھا جسے وہ بہت چاہتی تھی۔ چند بردائی کہتا ہی ؎

رتھی محل رکھت بھئی - گئی کھیل سب بھول ٭ یعنی اُسی (طوطے کو) اپنے محل مین رکھتی تھی اور سب کھیل بھول گئی - دیکھو سارُھے سات سو برس ہوئے جب یہ عبارت لکھی گئی اور پھر بھی اسے ہر کوئی آج سمجھ سکتا ہی - پرتھی راج کا ایک درباری سات روز تک دربار سے غیر حاضر رہا جب راجہ کو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ناراض ہے تو آپ اُس کے گھر گیا اور اُسے منا پُھسلا کر اپنے ساتھ لایا جب وہ دربار مین آگیا تو چند بردائی کو حکم ہوا کہ کوئی داستان سنائے - اس درباری کا نام کانہہ تھا - اب دیکھو کہ شاعر کس طرح سے اس مضمون کو ادا کرتا ہی ؎

سات دوس جب گئے	کانھہ دربار نہ آئے
تب پرتھی راج کُمار	آپ منائے گرہ جائے
پھر ملے چند بردائی آئے	کچھ کہی بات پچھلی سُنائے

یہان فقط دو لفظ سنسکرت کے ایسے ہین جنھین آج کے دن ہر شخص نہین سمجھ سکتا - دِوَس دن کو کہتے ہین - گرہ بگڑ کر ہندی مین گھر ہو گیا - باقی لفظ ہر کوئی سمجھ لے گا -

ایک دفعہ پدماوتی رانی نے اپنے طوطے کے گلے سے ایک خط باندھکر اُسے اُڑا دیا وہ خط پرتھی راج کے لئے تھا - جب طوطا جواب لیکر آیا اور رانی نے اُسے دیکھا تو شاعر کہتا ہے ؎

سُگا دیکھت من مین ہنسی - کیو چلن کو ساج

سُگا طوطے کو کہتے ہین - یہ پراکرت لفظ ہی - اور ساج فارسی لفظ ساز ہے

جس کے معنی تیاری کرنے کے ہین - سو معنی یہ ہوئے کہ پدماوتی طوطے کو دیکھ کر دل مین ہنسی اور چلنے کا ساز و سامان کیا - ایک جگہ چند بردائی کہتا ہی ؎

اپنے اپنے ڈیرے آئے ✤ سب گھائل کے گھاؤ بندھائے

دیکھو کیسی صاف اور سادہ عبارت ہی اور کون ایسا ہندوستانی ہی جو اِسے پڑھتے ہی نہ سمجھ لے ؟ ایک جگہ شاعر کہتا ہی ؎

اپنے گھر تب آئے کر تیل لیو من ایک - یعنی اپنے گھر آکر ایک من تیل لیا - ایک جگہ اور وہ کہتا ہی ؎

ایہی تیرتھ آئے ہُتے - کئے آگے کوئی کام - یعنی اسی تیرتھ کو آئے تھے - آگے کیا کوئی کام ہے ؟ - ان مثالون سے ثابت ہے کہ اُس وقت کی عام بول چال اور کام کاج کے لیے عنقریب وہی لفظ آتے تھے جو اَب بھی اکثر ہندی اور اُردو مین آتے ہین - اِس مین کوئی شک نہین کہ چند بردائی کی کتاب "پرتھی راج راسو" مین سیکڑون لفظ ایسے بھی ہین جنکا صحیح مطلب سمجھنا یا سمجھانا مشکل ہی - اور ہزارون لفظ ایسے بھی ہین جو فقط بھاشا یا ہندی مین استعمال کیے جاتے ہین اور اُردو مین نہین آتے - لیکن ہمین یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ زبان سیکڑون برس مین بنکر تیار ہوتی ہے - اور جون جون مُدّت گذرتی ہے نئے محاورے نئے لفظ خاصکر نیا تلفّظ پیدا ہو جاتا ہے - انگریزی کی موجودہ شکل و صورت کوئی ایک ہزار برس مین بنی ہی - اگر ہم بارھوین صدی کی انگریزی عبارتین پڑھین تو مشکل سے سمجھ مین آئین گی - بارھوین صدی کی انگریزی

مین سیکڑون ہزارون لفظ ایسے ہین جو اَب کبھی استعمال نہین کئے جاتے۔ اور صرف ونحو مین بھی بہت تبدیلی ہوگئی۔ ٹھیک اسیطرح ہندی کا حال سمجھ لو۔ بھاشا پراکرت سے نکلی تھی اور زبان ٹھیک سے منجھی نہین تھی۔ تو بھی عام طور پر لوگون کے بیچ مین ایک ایسی زبان بولی جاتی تھی جو اَب کی ہندی سے بہت ملجاتی ہے۔ جو ضمیرین ہم اب استعمال کرتے ہین وہ اُس وقت موجود تھین۔ مثلاً۔ تو۔ تم۔ وہ۔ وے۔ ہون یا مین۔ ہم۔ گنتی کے سارے لفظ جیسے اُس وقت بولے جاتے ہین بہت کچھ اُس وقت بھی بولے جاتے تھے۔ تعجب تو یہ ہے کہ ہم بارھوین صدی کی گنتی کو دیکھتے ہین اور وہ بیسوین صدی کی گنتی سے ملجاتی ہے۔

"پرتھی راج راسو" کو پڑھ کر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اسم جو ہم آج کے دن بولتے ہین اُسوقت بھی ٹھیک اِسی صورت مین بولے جاتے تھے۔ مثلاً دن۔ رات۔ پھول۔ دیپک۔ مالا۔ لاج۔ بات۔ ہاتھ یا ہتھ۔ پانون۔ مُکھ۔ دانت۔ تن۔ دھن۔ من۔ جوبن۔ تِلک۔ سمندر۔ چوٹ۔ گھر۔ رُت۔ برکھا۔ بادل یا بدّل۔ پاپ۔ پُن۔ بیر۔ سورما۔ برس۔ دُلہا۔ دُلہن۔ ویس۔ بھیس۔ آس۔ مالی۔ بھید۔ تُرنگ۔ مورت۔ سورج۔ پیٹ۔ اُمنگ۔ روپ۔ راگ۔ باجا۔ رَس۔ پیار۔ چھایا۔ پھول۔ پھل۔ کاج۔ ڈیرہ۔ کھیل۔ ہل۔ پٹی۔ بھلا۔ بُرا۔ لوگ۔ سیانا۔ گھٹا۔ ناؤ۔ لمڈھیک۔ ہنس۔ سارس۔ بگلا۔ بطخ۔ مگرمچھ۔ کچھوا۔ مور۔ کویل۔ لنگور۔ ہرن۔ ہاتھی۔

اونٹ - گاڈی یا گاڑی - پانی وغیرہ -

اب ایک چھوٹی سی فہرست فعلون کی بھی لو مثلاً - آنا - جانا - کھانا - پینا - گانا - بجانا - سونا - رونا - رہنا - سہنا - کہنا - بولنا - تولنا - کھولنا - سمجھنا - سمانا - ڈھونڈھنا - بڑھنا - دیکھنا - کرنا - لینا - دینا - سننا - چمکنا گھٹنا - جیتنا - ہارنا - ملنا - ہلنا - لوٹنا - مارنا - بھاگنا - اُٹھانا - لوٹنا - لگنا لگانا - مانگنا - تھکنا - بسنا - سوجھنا - سوچنا - نکلنا - بھرنا - دھرنا - پوچھنا - لکھنا - پڑھنا - سیکھنا - پونچھنا - پھونچنا - جھومنا - چھوڑنا - چھوٹنا - ٹوٹنا - پوجنا - جینا - مرنا - سلانا - سُدھارنا - اُٹھنا - بیٹھنا - ماننا - اُترنا - چڑھنا - ٹھیرنا - جڑنا - گھجنا - بھولنا - ہونا - سکنا - کانپنا - پکڑنا - پسارنا - جھولنا وغیرہ

یہ سارے اسم اور فعل چند بردائی کی کتاب "پرتھی راج راسو" سے لئے گئے ہین - اور بطور نمونے کے یہان لکھے گئے یہ پکّا ثبوت ہی کہ روزمرّہ کے استعمال کے تقریباً سارے لفظ جنھین ہم اب بولتے ہین اُس وقت بھی بولے جاتے تھے جب ہم سادہ اور چھوٹے چھوٹے لفظون مین بات چیت کرتے ہین تو اس زبانکو بولتے ہین جو نو سو برس پہلے پرتھی راج کے وقت مین بولی تھی - کہین کہین تلفّظ مین اور لفظون کی صورت مین کچھ تبدیلی تو ضرور ہوئی پر زبان وہی ہے جو اُس زمانہ مین مُروّج تھی - اور اُسی زبان پر فارسی اور عربی کا اثر ہوا - پرتھی راج کے عہد تک یہ اثر بہت محدود رہا - اِسی لیئے ہم نے فقط اتنا ہی بتایا کہ اُردو اس وقت شروع ہوئی - اگر "پرتھی راج راسو" کو چھوڑکر کوئی اور کتاب بھی اُس

زمانہ کی ہمارے ہاتھ لگتی تو ہمین اور بھی صفائی کے ساتھ معلوم ہوجاتا کہ اُس وقت کیسے کیسے خیال تھے اور کیسی کیسی باتین اور کس کس طرح کے محاورے اور لفظ استعمال کیئے جاتے تھے۔ تو بھی اتنا تو ہمین ضرور معلوم ہوا کہ اُس وقت کی ہندی اس وقت کی ہندی سے بہت ملتی ہے۔ اور وہ بے شمار لفظ جو اَب ہندی اور اُردو دونون مین آتے ہین عام طور پر ہر وقت اور ہر کام کے لئے بولے جاتے تھے ٭

آٹھوان باب

پرانی اُردو کا زمانہ ۱۲۰۶ء سے لیکر ۱۵۲۶ء تک

پچھلے باب مین ہم نے بتایا کہ اُردو کی بنیاد گیارھوین اور بارھوین صدیون مین پڑی اور ہم نے نمونہ کے طور پر تھوڑے سے لفظ پرتھی راج کے زمانہ کے پیش کیئے اور یہ بھی دکھایا کہ اُس وقت کی زبان کیسی تھی۔ بھاشا کے مشکل لفظ ہم نے اسی لیئے پیش نہین کیئے کہ اُن کی ضرورت نہین تھی اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ گیارھوین اور بارھوین صدیون مین عربی اور فارسی کا بہت کم اثر ہندی پر ہوا۔ لیکن جب ۱۲۰۶ء مین قطب الدین ایبک نے دہلی مین سب سے پہلے مسلمان بادشاہی قائم کی تو ہندؤن اور مسلمانون کا نہایت قریبی تعلق

شروع ہوا - اور ہر طرف سے یہان کی زبان پر فارسی کا دباؤ پڑا - اَب آٹھون پہر ہندو اور مسلمان ایک ساتھ رہنے لگے اور ہر وقت ہندو رعایا اپنے مسلمان حاکمون کی زبان سُننے لگی - نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے ٹوٹی پھوٹی ہندی سیکھ لی اور ہندو فارسی پڑھنے لگے - اور پندرھوین صدی تک نوبت یہان تک پہنچی کہ ہندو شاہی دفترون مین ملازم ہوئے اور عام طور پر ہندو اور مسلمان بھاشا مین سیکڑون ہزارون لفظ فارسی کے ملاکر بولنے لگے - اِسی ملی جُلی زبان کو پُرانی اُردو کہتے ہین اور اِسی کے کچھ نمونے ہم پیش کرتے ہین - یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین کہ ۱۲۰۶ء سے ۱۵۲۶ء تک ملک مین برابر کھلبلی اور بے امنی رہی اور آئے دن لڑائی رہتی تھی اُردو زبان کی طرف کسی کا خاص خیال نہین ہوا - اِسی سبب سے اُس زمانے کی کوئی اچھی تصنیف زبان کے متعلق نہین ہے تو بھی یہ کہنا درست ہوگا کہ افغان بادشاہون کے وقت مین کثرت سے فارسی کے لفظ ہندی مین داخل ہوئے اور خاص اُردو کے محاورے تیار ہونے لگے - اور ہندی کی شکل وصورت بھی کچھ بدلنے لگی - اِن افغان بادشاہون کا زمانہ ۱۲۰۶ء سے ۱۵۲۶ء تک ہے -

اَب ذرا یہ بھی دیکھو کہ ان افغان بادشاہون کے وقت مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی - اُس زمانہ کے شروع مین دہلی شہر مین ایک بڑا مشہور شاعر تھا جسکی فارسی کتابین آج تک بڑے شوق سے پڑھی جاتی ہین - یہ شاعر امیر خسرو تھا - یہ ترکی خاندان سے ۱۲۵۵ء مین پٹیالی مین پیدا ہوا - یہ قصبہ پٹیالی پہلے مومن آباد

کے نام سے مشہور تھا امیر خسرو اپنی جوانی کے شروع میں دہلی شہر مین آکر رہنے لگا - اُس وقت غیاث الدین بلبن دہلی کا بادشاہ تھا - بلبن نے اُسے دربار مین بُلایا اور اُسکی بڑی عزت کی بلبن کی وفات کے تین برس بعد دہلی کا تخت خاندان خلجی کے ہاتھ لگا - خلجی بادشاہون نے بھی اِس کی بڑی عزت کی اور ہمیشہ انعام و اکرام دیتے رہے ۱۳۲۰ء مین غیاث الدین تغلق نے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا - اور خسرو کے ساتھ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا - پانچ برس کے بعد ۱۳۲۵ء مین خسرو نے انتقال کیا - اُن دنون نظام الدین اولیا کی بڑی شہرت تھی - امیر خسرو انکے شاگرد تھے اور مرتے دم تک اُن کے نمونے اور ہدایت پر چلتے رہے - حضرت سلطان المشایخ کے ساتھ انھین بڑی قلبی محبت تھی - ۹۴ - برس کی عمر مین حضرت نے وفات پائی - امیر خسرو اُس وقت لکھنوتی مین تھے - اس حسرتناک خبر کو سنتے ہی دہلی روانہ ہوئے - یہان پہنچکر بال کٹوائے اور مُنھ سیاہ کر لیا - اور مزار پر آئے - اپنا سر مزار مبارک پر دے مارا اور بڑی دردناک اور رقت انگیز آواز مین یہ کہا ؎

گوری سووے سیج پر مُکھ پر ڈالے کیس (بال ۱۲)
چل خسرو گھر آپنے سانجھ (شام ۱۲) بھئی چھُون دیس (چارون طرف ۱۲)

چھ مہینے کے بعد اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور اپنے مرشد کامل کے قریب پائین مین دفن ہوئے -

امیر خسرو کا زمانہ نہایت پُر آشوب اور اندوہناک زمانہ تھا - خاندان غلامان

کا چراغ اُن کے دیکھتے دیکھتے گُل ہوا - خلجیون کا ستارۂ اقبال اُن کے سامنے طلوع ہوا اور اُن ہی کے سامنے غروب ہوا - غیاث الدین تغلق اُن کے سامنے دہلی کا بادشاہ ہوا - اِنھون نے گیارہ بادشاہون کا زمانہ دیکھا اور اُن مین سے اکثرون کے نہایت مقرّب مشیر اور دوست رہے - اس سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ وہ کیسا خوفناک اور سیاہ زمانہ ہوگا جس مین اخلاق کا خون کُھلّم کُھلّا ہوتا اور تلوار تخت وتاج والون کے سرون پر کھیلا کرتی تھی - سلطنت کے انقلاب کے سبب سے اکثر شریف خاندانون اور اہلِ فضل وکمال کی بھی شامت آجاتی تھی - امیر خسرو نے فارسی مین بہت سی کتابین لکھی ہین جو آج تک موجود ہین - اِن ہی نے ایک بھٹیاری کے لڑکے کے لیئے خالق باری بھی لکھّی جو چھ سو برس سے آج تک برابر مکتبون مین پڑھائی گئی ہے - ہندی مین بھی انھون نے بہت سے گیت بنائے اور راگ نکالے جو اب تک گائے جاتے ہین - پر سب سے زیادہ انکی پہیلیان - مُکریان اور دو سخنے مشہور ہین - پہلے اِن کی پہیلیون کی بہار دیکھو مثلاً ناخن کی پہیلی ہے

بیسون کا سر کاٹ لیا	نا مارا نا خون کیا

اسی طرح نبولی کی پہیلی دیکھو کیسی خوبصورتی سے کہی ہے

تر ور سے ایک تریا اُتری اُسنے بہت رجھایا	باپ کا اسکے نام جو پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام بتایا خسرو کون دیس کی بولی	واکا نام جو پوچھو مین نے اپنا نام نبولی

پیڑ ۱۲ - عورت ۱۲

آری اور موری کی پہیلیان دیکھو کیسی خوبی سے کہی ہین - ہے

ایک ناری وہ دانت دنتیلی	دُبلی پتلی چھیل چھبیلی

عورت ۱۲

جب واتریا (عورت۱۲) کو لاگے بھوک جو کوئی بتاوے تاکے بلہاری (قربان۱۲)	ہرے سوکھے چباوے روکھ (پیڑ۱۲) خسرو کہے مین بتاؤن ورے آری (پاس۱۲)

ع ساون بھادون بہت چلت ہی ۔ ماہ پوس مین تھوڑی
امیر خسرو یون کہے ۔ تو بوجھ پہیلی موری

آرسی کی پہیلی مین دیکھو اُس وقت کی ہندی کیسی بل کھا رہی ہی ع

ایک ناریپا کو بھانی (پسند۱۲) آپ رکھے پر پانی ناتھ جب پی کو وہ مکھ دکھلاوے	تن واکا سگرو (سب۱۲) جون پانی پیا کو راکھے ہردے (دل۱۲) مانھ (مین۱۲) آپ ہی سگری پی ہو جاوے

اب ذرا امیر خسرو کی چند مکرنیون کے لطف کو بھی دیکھو ع

سگری (سب۱۲) رین (رات۱۲) موہے سنگ جاگا اُس کے بچھڑے پھاٹت ہیا (دل۱۲) ع وہ آوے تب شادی ہوئے میٹھے لاگین واکے بول ع آپ ہلے اور موہے ہلاوے ہِل ہِلا کر ہوا نسنکھا (فارغ۱۲)	بھور (صبح۱۲) بھئی تب بچھڑن لاگا اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی دیا (بتی۱۲) اُس بن دوجا (دوسرا۱۲) اور نہ کوئے ای سکھی ساجن ؟ نا سکھی ڈھول واکا ہلنا مورے من بھاوے ای سکھی ساجن ؟ نا سکھی پنکھا

دو سخنے بھی امیر خسرو کے مشہور ہین اور اُن مین کچھ اور ہی رنگ ہی مثلاً ۔

گوشت کیون نہ کھایا ۔ ڈوم کیون نہ گایا ؟ گلا نہ تھا

جوتا کیون نہ پہنا ۔ سموسہ کیون نہ کھایا ؟ تلا نہ تھا

ان مثالون مین ہمین زیادہ تر ہندی کے لفظ ملتے ہین تو بھی ہمین اتنا تو معلوم ہو جاتا ہی کہ تیرھوین صدی کے آخر اور چودھوین صدی کے شروع مین کس طرح کی ہندی بولی جاتی تھی - اس زمانے مین منجھتے منجھتے بھاشا صاف ہونے لگی اور موقعہ سے فارسی کے لفظ بھی ملائے جانے لگے - اوپر کے دو سخنون کو دیکھو - ایک ایک لفظ مین آجکل کی اُردو کا رنگ بھرا ہی - امیر خسرو کی ایک غزل ہے جسمین ایک مصرع فارسی مین کہا ہی ایک ہندی مین - ہندی کے دو مصرع یہان نقل کرتا ہون

ع سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان - اور پھر

ع کسے پڑی ہے جو جا سنائے پیارے پی کو ہماری بتیان - واہ! کیا جادو بھری زبان تھی - یہ گُل اُنھون نے چودھوین صدی مین کھلائے تھے - اور آج بیسوین صدی مین بھی اُن مین وہی تازگی اور خوشبو ہی -

اُن کے ہندی کلام کا ایک اور نمونہ مع اُس کے قصہ کے دیتا ہون - اُن کے محلہ کے کنارے چھجّو نام ایک بڑھیا ساقن رہتی تھی - اُس کی دُکان پر دن رات لوگون کا ہجوم رہتا اور بھنگ اور چرس وغیرہ اُڑا کرتین - جب امیر خسرو آتے جاتے دکھائی پڑ جاتے تو وہ ادب سے سلام کر لیتی - جب اُسے معلوم ہوا کہ ایک بھٹیارہی کے بیٹے کے لیئے آپ نے خالق باری لکھ دی تو وہ بھی عرض کرنے لگی کہ اس لونڈی کے نام پر بھی کچھ فرما دیجیے تاکہ آپ کے طفیل سے اس کا نام بھی یادگار رہ جائے - دو چار دفعہ کے تقاضون کے بعد آپ نے ذیل کے اشعار لکھ دیے -

اَورون کی چَوپہری باجے - چھجّو کی اٹھ پہری ہے

باہر کا کوئی آئے ناہین - آئین سارے شہری
صاف صوف کرآگے راکھے جسمین ناہین توسل
اورون کے جہان سینگ سماوے چھمّو کے ہان موسل

بادشاہون کے ہان اُس زمانہ مین چو پہری نوبت بجا کرتی تھی - آپ نے فرمایا کہ بی چھمّو کے ہان آٹھ پہری بجتی ہی یعنی یہ بادشاہون سے بھی بڑی ہی - اور اس کے ہان گنوار کا کام نہین - سب سفید پوش شہری آتے ہین - یہ بھنگ ایسا صاف کرتی ہی کہ اُس مین کوئی تنکا نہین رہتا - اور وہ بھنگ ایسی گاڑھی ہوتی ہی کہ اُس مین موسل کھڑا ہو جاتے - گو اورون کی بھنگ مین فقط سینگ کھڑی ہوتی ہی -

خالق باری مختلف بحرون مین اس غرض سے لکھی گئی تھی کہ عربی و فارسی لفظون کے معنی ہندی مین نظم کی صورت مین حفظ کرا دیئے جائین - یہ پہلے کئی جلدون مین تھی - پر آج کل اس کا ایک چھوٹا سا اختصار بچون کو پڑھایا جاتا ہی - اس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ ہندوستانی زبان کے بہت سے لفظ جو عام طور پر آج کل مروّج ہین اُس زمانہ مین بھی جب خسرو زندہ تھے بعینہ اسی صورت مین استعمال کئے جاتے تھے - اب کچھ نمونے بھی دیکھ لو ؎

اسم اللہ خدا کا ناؤن	گرما دھوپ سایہ ہی چھاؤن
قوّت - نیرو - زور - بل آن	سارق دزد - چور ہے جان
مرد - مُنس زن ہے استری	قحط کال - وبا ہے مری

دوش کال رات جو گئی	امشب آج رات جو بھئی
ترا بگفتم مین تجھ کہیا	کجا بماندی - تو کت رہیا
برادر - آور رے بھائی	بنشین مادر - بیٹھ رہی مائی
آتش آگ آب ہے پانی	خاک دھول جو باؤ اوڑائی

ایک دوسری بحر مین کیا کہا ہے اس کا بھی ذرا ملاحظہ ہو۔

ارض دھرتی فارسی باشد زمین	کوہ در ہندی پہاڑ آمد یقین
کاہ ہیزم - گھاس کاٹھی جانئے	اینٹ ماٹی - خشت و گل پہچانئے
سنگ پاتھر جانئے پر کن اٹھاؤ	اسپ میران ہندوی گھوڑا چلاؤ
موش چوہا - گربہ بلی - مار ناگ	سوزن و رشتہ - بہندی سوئی تاگ

ایک اور بحر کی نقل کرتا ہون اس کی بھی سیر دیکھ لو۔

بزرگی بڑائی و پیری بڑھاپا	نکوئی بھلائی - جوانی تنا پا
دروغ و دگر کذب تم جھوٹھ جانو	بزرگ و کلان را بڑا جان مانو
بہندی زبان خانہ ہم بیت گھر ہے	چو خوف و خطر بیم ہم ترس ڈر ہی
تمنا و ہم آرزو چاؤ کہئیے	ید و دست ہاتھ و قدم پاؤن کہئیے
چراغ است دیا فتیل است باتی	بود جد دادا نبیرا است ناتی
گرہ عقد باشد بتازی و لیکن	بہندی بود گانٹھ بشنو تو از من
کثیر و فراوان و بسیار افزون	بسے بہت کہئیے سبھی جانیو تون
پدر باپ باشد چو اُم است مادر	سنان بھال برگستوان است پاکھر

بود ریگ بالو و سنگریزه کانکر		ذُباب و مگس ماکھی و پشّہ ماچھر

دیکھو اِن ہندی لفظون کو لکھے چھ سو برس ہو گئے پھر بھی کیسا صاف پہچانے جاتے اور تقریباً اُسی طرح آج تک بولے جاتے ہین۔

اَب ہم پندرھوین صدی کی زبان کا تھوڑا سا نمونہ دیتے ہین پندرھوین صدی مین کبیر بڑے مقدس اور نامی بھگت ہوئے ہین۔ بنارس مین ایک مسلمان جُلاہے کے ہان ۱۳۸۰ءٔ مین پیدا ہوئے تھے مدتون فقیرون اور جوگیون کی سنگت مین رہے۔ پھر بابا رامانند کے چیلے بنے۔ ان کی وفات کی تاریخ ٹھیک سے معلوم نہین۔ کوئی کہتا ہے کہ چالیس پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا اور کوئی کہتا ہی کہ اَسّی برس کے بزرگ ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوئے ان کا بہت بڑا اثر اُس زمانے کے لوگون پر ہوا اور اب اُن کے ماننے والے کبیر پنتھی کہلاتے ہین اُن کے بھجن اور گیت ہندؤن اور مسلمانون دونون کو بھاتے اور نصیحت سے لبریز ہین۔ خوبی یہ ہی کہ چاہے کسی مذہب کا آدمی اُنھین پڑھے دل پر اثر ہی ہوتا ہے۔ اُن کی باتین تھین یا موتی کے دانے؟ کلام تھا یا شہد کا ٹپکا۔ مضمون آسمان سے اُتار کر لاتے اور اُسے قند کے ٹکڑون مین لوگون کی نذر کرتے تھے دیکھنا چند روزہ زندگی کی کیسی تصویر اس بھجن مین کھینچی ہی۔

چھوڑ چلا نرہو ہی یا کارن (آدمی) تل تل دھوئی (سبب) گائے بھینس گھر گھوڑی		چھٹت پران کایا کیسے روئی مین نے جانا کایا سنگ چلیگی اونچے نیچے مندر چھوڑے

ترّیا تو کلونتی چھوڑی (عورت)	چھوڑی پترن کی جوڑی
موتی جھوٹی گزری منگائی	بنا کاٹھی گھوڑی
چار جنے (آدمی) مل لے گئے اُس کو	پھونک دیا جیسے ہوری
بھولی ترّیا رووَن لاگی	بچھڑ گئی میری جوڑی
کہت کبیر سنو بھائی سادھو	جن جوڑی واہی توڑی

کبیر جی اکثر فارسی اور عربی کے لفظ بھی استعمال کر جاتے تھے جیسے ایک بھجن کے شروع مین کہا ہی ؂

کر گذران غریبی سے مغروری کس پر کرتا ہے

بھلا بتاؤ کہ اس عبارت مین اور آج کل کی اُردو مین کتنا فرق ہی؟ اگر کوئی اسی مضمون کو اب کہے تو انہی لفظون مین کہے گا۔ ایک اور بھجن یہان نقل کرتا ہون۔ ذرا ہندی اور فارسی کی ملاوٹ پر غور کرنا۔ عربی اور فارسی لفظون کے نیچے خط کھنچا ہوگا۔ اس بھجن مین موت کو چور سے تشبیہ دی ہی۔

تم رہنا خوب ہشیار	نگر مین چور جو آوے گا
تفنگ - تیر - تلوار نہ برچھی	نہ صندوق چلاوے گا
بھیت نہ پھوڑے اور نہ پھاندے (دیوار)	نا کو مل لگاوے گا
ایک فریاد چلے نہ تیری	ایسا لشکر آوے گا
دیکھین سب پروار کھڑے ہو (رشتہ دار)	تو ہے چھین لے جاوے گا
کوئی کھوجی کھوج نہ پاوے	لاکھ جو عقل دوڑاوے گا

کام (خواہش) - کرودھ (غصّہ) اور لوبھ (لالچ) موہ	جوان کو دور بھگاوے گا
صاحب کی درگاہ مین پیارے	کھُلے کواڑے جاوے گا

ایک اور بھجن کے رنگ کو دیکھو کیسا چوکھا اور پیارا ہی۔

مین اپنے رام کو رجھاؤن	واہی بھجن گُن گاؤن
گنگا جاؤن نہ جمنا جاؤن	نہ کوئی تیرتھ نہاؤن
ڈالی چھیڑون نہ پتّا چھیڑون	نہ کوئی جیو ستاؤن
پات پات مین پربھو بستا ہی	تاہی کو سیس (سر) نواؤن (جھکاؤن)
اوشدھ (دوا) کھاؤن نہ بوٹی کھاؤن	نہ کوئی بیدّ بلاؤن
پورن برھم (خدا) جو ہے ابی ناشی (امر)	مین تاہی کو نبض دکھاؤن
جوگی ہوؤن نہ جٹا بڑھاؤن	نہ انگ بھبوت رماؤن
جو رنگ رنگے آپ بدھاتا (مالک)	اور کیا رنگ چڑھاؤن
کہین کبیر سُنو بھائی سادھو	مین واہی کے بھجن گُن گاؤن

ایک اور بھجن کو دیکھو کیسے سادہ لفظون سے کام لیا ہے۔

سُمرن بن غوطے کھاؤ گے

کا لیکر یہان جنم لیو ہے	کا لیکر چلے جاؤ گے
مٹھی باندھ کے جنم لیو ہے	ہاتھ پسارے جاؤ گے
یہ تن ہے کاغذ کی پُڑیا	بوند پڑے گل جاؤ گے
کہین کبیر سُنو بھائی سادھو	ایک نام بنا پچتاؤ گے

کبیر جی کا کلام پندرھوین صدی کی زبان کا نمونہ ہے - چونکہ وہ بنارس کے رہنے والے تھے اور بنارس مین خاص ہندی کا زیادہ رواج تھا اس لیئے کبیر جی کے اکثر بھجن ہندی مین ہین - پھر بھی دیکھو کیسی عام فہم زبان ہی اور کس قدر آج کل کی عام بولی سے ملجاتی ہی - اور جب اُس مین فارسی کے لفظ ملجاتے تھے تو کیسی خوبصورتی پیدا ہوجاتی تھی - یہی ملی جُلی زبان اُس وقت ہندوؤن اور مسلمانون دونون مین رائج تھی اور اسی کا نام ہمنے پُرانی اُردو رکھا ہی -

چند اور بھجن نقل کیئے جاتے ہین - ذرا اُن کو بھی دیکھ لو -

بھجن	یہی گھڑی یہی ویلا سادھو لاکھ خرچ پھر ہاتھ نہ آوے ناکوئی سنگی ناکوئی ساتھی کیون سویا؟ اُٹھ جاگ سویرے کہت کبیر گوبند گن گاؤ	یہی گھڑی یہی ویلا رے مانش جنم سُہیلا رے جاتا بھنور اکیلا رے کال دیت ہے ہیلا رے جھوٹا ہے سب جگ میلا رے
بھجن	نام سُمر پچھتائیگا من پاپی جیارا لوبھ کرت ہی لالچ لاگے جنم گنوایا دھن جوبن کا گرب نہ کیجئے جب جم آئے کیس گہے پٹکے دھرم راج جب لیکھا مانگے	نام سُمر پچھتائے گا آج کال اُٹھ جائے گا مایا بھرم بھُلائے گا کاغذ سا گل جائے گا تا دن کچھ نہ بسائے گا کیا من مورکھ دکھائے گا

	سمرن بھجن دیا کر جگ مین (رحم) کہین کبیر سنو بھائی سادھو	ان سب کا پھل پائے گا بھوساگر تر جائے گا (دنیا کا سمندر)
بھجن	پی لے پیالا - ہو متوا لا بالاپن سب کھیل گنوایا برِدھ بھیا کف وایو نے گھیرا (لڑکپن، بڈھا، ہوا) نا ست سنگ نہ کتھا کیرتن اب ہون سوچ سمجھ اگیانی (بے عقل، بھجن) کام - کرودھ - لوبھ - ایرشا (خواہش، غصہ، لالچ، حسد) بھوگ بلاس باسنا جگ کی (عیش و عشرت کی خواہش) مات پِتا بھائی ست بندھو (ماں، باپ، بیٹا، دوست) جب لگ جیوے ہری گن گائے	پیالا پریم ہری رس کا رے ترن بھیا ناری بس کا رے (جوان ہوا، عورت) تن سے جائے نہین کھٹکا رے نا پربھو چرنن پریم رچا رے (قدم) اس جگ مین نہین کوئی اپنا رے ان مین نش دن بہت پھنسا رے گلے بیچ جم کا پھند پڑا رے سنگ نہین کوئی جائے سکا رے دھن جوبن دن ہی دس کا رے
بھجن	جگت مین خبر نہین کل کی سکرت کر لے - رام سمر لے - کو جانے کل کی (اچھے کام) جھوٹ کپٹ کر مایا جوڑی - بات کرے چھل کی پاپ کی پوٹ دھری سر اوپر - کیسے ہو ہلکی (گٹھری) کایا اندر ہنسا بولے - گرمی کر کل کی (جسم، روح) جب یہ ہنسا نکل جائے گا - مٹی جنگل کی	

کام کرودھ مد لوبھ نوارو - چھوڑو چھل بل کی
گیان بیراگ دیا من راکھو - کہین کبیر اصل کی

نوان باب

نئی اُردو کا زمانہ - ۱۵۲۶ع سے لیکر زمانہ حال تک

گذرے باب مین ہم نے پُرانی اُردو کے چند نمونے دیئے - افغان بادشاہون کے زمانہ مین جہان کہین مسلمانون کا زور تھا اسی طرح کی ملی جُلی زبان بولی جاتی تھی مغلون کے آنے سے پہلے جب خاندانِ تغلق کے آخری دو بادشاہ ہوئے تو افغانی سلطنت کمزور ہوگئی اور دُور دُور کے صوبون نے آزادی اختیار کی - جونپور - مالوہ - گجرات - بنگالہ اور دکن مین اب چھوٹی چھوٹی مسلمان بادشاہتین پیدا ہوگئین - چنانچہ اِن ہی بادشاہتون کو ایک ایک کرکے اکبر نے فتح کیا اور اُنھین اپنی سلطنت مین شامل کرلیا ان چھوٹی بادشاہتون کی بدولت اُردو زبان کو جڑ پکڑنے اور ترقی کرنے کا بہت بڑا موقعہ ملا - دکن مین اُردو نے ایسی ترقی کی کہ خاصکر احمدنگر - بیجاپور - اور گولکنڈہ کے بادشاہی دربارون مین اُردو زبان مین شاعری بھی ہونے لگی - اس کا مفصل حال ہم پیچھے لکھین گے -

نئی اُردو کا زمانہ مغل بادشاہون کے وقت سے شروع ہوا ہم نے پہلے بتایا کہ اکبر کے عہد مین ہندو شاہزادیان بادشاہی محل مین داخل ہوئین

اور ہندو شاہزادے بادشاہ کے وزیر اور مشیر بنے - اور مسلمان امراء نے سنسکرت پڑھکر سنسکرت کی کتابون کا ترجمہ فارسی مین کیا - اب ذرا سوچو کہ ہندؤن اور مسلمانون کے میل ملاپ کے لیئے اور کیا چاہیئے تھا؟ محل مین ہندو شہزادیان بھاشا بول رہی ہین - دربار مین ہندو مُشیر اور وزیر بھاشا بول رہے ہین - علمی مجلسون مین سنسکرت اور فارسی کے عالم آپس مین زبانین ملاکر بات چیت کر رہے ہین - ایسے قریبی تعلّق سے ضرور تھا کہ فارسی اور عربی لفظ بہت ہی زیادہ بھاشا مین ملجائین اور یہ ملی ہوئی زبان نہ فقط عوام کے درمیان بولی جائے بلکہ خاص بادشاہ کے دربار مین اور محل مین سُنائی دے اور پھر اِسی زبان کا ہر جگہ رواج ہو - لہذا

اب نئی اُردو کا زمانہ آیا -

عام طور پر لوگ خیال کرتے ہین کہ اُردو شاہجہان بادشاہ کے وقت مین شروع ہوئی - یہ خیال بالکل غلط ہی - اُردو اُس وقت سے شروع ہوئی جب سے عربی اور فارسی کا دخل بھاشا مین ہونے لگا - اور یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین -

شاہجہان کے وقت سے نئی اُردو کی ترقی بیشک شروع ہوئی

اور اُردو کو علمی زبان ہونے کا موقعہ ہاتھ آیا - بات اصل مین یہ ہی کہ شاہجہان نے ۱۶۴۸ شروع مین پُرانی دِلّی کے قریب نیا شہر آباد کیا اُس نے اس نئے شہر کو شاہجہان آباد نام دیا - موجودہ دہلی وہی شاہجہان آباد ہی - اسی شہر مین شاہجہان نے موجودہ لال قلعہ بنوایا اور لال قلعے کے اندر دربار عام - دربار خاص - موتی مسجد اور شاہی محل وغیرہ تعمیر کرائے - اب سے آئندہ یہ نئی دہلی دارالسلطنت رہی - جب سے اورنگ زیب

تخت پر بیٹھا دہلی کو برابر اس بات کا شرف حاصل رہا کہ بادشاہ یہان رہتا تھا۔ اب ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین کہ اُردو ایسے حال مین دِن دُونی اور رات چوگنی ترقی کرگئی اور شہر دہلی اس کا اصلی گھر اور وطن ہوگا۔

جب بادشاہ اور سارے ارکانِ دولت اس نئے دارالخلافہ مین رہنے لگے تو زبان نے بھی ایک نیا رنگ پکڑا۔ اب تک اُس بھاشا کو جس مین عربی اور فارسی کے لفظ داخل ہوگئے تھے کوئی خاص نام نہین ملا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ شاہی لشکر کے بازار کو اُردو کہتے تھے اور چونکہ یہ ملی ہوئی زبان سب سے زیادہ اُسی بازار مین بولی جاتی تھی اس لئے اس زبان کو بھی اُردو کہنے لگے۔ اب روز بروز بھاشا کے الفاظ اور محاورے کم ہونے لگے اور اُن کی جگہ عربی اور فارسی کے الفاظ اور محاورے زبان مین داخل ہوتے گئے۔ اُن کے سوا بہت سے نئے محاورے اور الفاظ ترجمہ ہوکر اُردو کا جُزو بن گئے۔ اب ذرا ہم مثال دیکر دکھائین گے کہ بھاشا نے مُسلمان حاکمون کی زبان سے کیا کیا لیا جس سے اسکی صورت بدلکر اُردو ہوگئی۔

۱۔ اُن چیزون کے نام لیے جو مسلمانون کے ساتھ آئین اور اپنے نام بھی ساتھ لائین۔ مثلاً لباس مین چوغا۔ کُرتہ۔ لبادہ۔ قبا۔ آستین۔ گریبان۔ عمامہ۔ دستار۔ اِزار۔ پائجامہ۔ پوستین۔ برقع۔ نقاب۔ شال۔ دوشالہ رومال۔ تکیہ۔ گاؤتکیہ وغیرہ۔

مسلمانون کے بہت سے کھانے۔ تیوہار اور گھر کی چیزون کے نام بھی لے لئے مثلاً۔ شیرمال۔ باقرخانی۔ پلاؤ۔ زردہ۔ بریانی۔ قورمہ۔ قلیہ۔ مُربّا۔ اچار

گلاب - بید مشک - خوان - تشتری - رکابی - کفگیر - چمچہ - سینی - حمام - صابون
شیشہ - شمعدان - فانوس - تنور - نماز - روزہ - عید -

فوجی الفاظ بھی اسی طرح داخل ہوئے - مثلاً فوج - لشکر - سپہ سالار
تیر - تفنگ - توپ - بندوق وغیرہ - اسی طرح معماری کے متعلق عربی اور فارسی
اصطلاحین اُردو مین آگئین - مثلاً ردّہ - ساہول (اصل مین ترکی لفظ شاقول
ہی) سہ درہ - تہ زمین - بُرج - محراب - ستون - دروازہ - فرش - صحن - زنجیر
منبر - دیوار - کُرسی - مینارہ - طاق - استرکاری - تہخانہ - پُشتیبان - کہگل -
گردا - زینہ - باورچی خانہ - پیخانہ - قدمچہ - بدررو - بُنیاد - گلی - آتشدان
بازو - میخ - سقف - دالان - دہلیز - خشت - بُرجی - ہشت پہل - مقبرہ - مکان -
محل - دُکان - زنانخانہ وغیرہ -

۲ - بہت سے عربی فارسی لفظ ایسے ہین جو بھاشا کے لفظون کو ہٹا کر
اُن کی جگہ سنبھال بیٹھے ہین - اب اگر اُن کی جگہ ہندی لفظ بولین تو مشکل سے
کوئی اُنھین سمجھیگا - اُن مین سے چند لفظ یہ ہین - قلم - دوات - گواہ - قرض - تربوز
عمر - چرخہ - مزدور - دلّال - کرایہ دار - ہوا - وکیل - جلّاد - صراف - محل - حویلی -
نقطہ - وزیر - مُہر - حلوا - مسخرا - تاریخ - نصیحت - لحاف - توشک - چادر - دیباچہ
فہرست - قانون - صورت - شکل - چہرہ - مزاج - طبیعت - زمین - صحیح - معدہ
برف - فاختہ - قُمری - کبوتر - بلبل - طوطہ - پَر - آرزو - خودغرض - قُصور -
جُرم - جُلّاب - رقعہ - عینک - اِتّفاق - غلط - ہاضمہ - وقف - غرور - مصیبت

تدبیر - علاج - سُوال - جواب - صندوق - تخت - لگام - زین - رکاب - تنگ
نعل - صفحہ - ورق - حرف - سطر - جُملہ - عبارت - خط - نصیب - قسمت
تقدیر - قول - حضور - جناب - اشرفی - دوا - آرہ - زکام - وقف - زمانہ
مستول - بادبان - جہاز - مَلّاح - پردہ - مربّع - لفظ - معنی - عورت - مرد -
مطلب - مال - خزانہ - ظلم - تمام - نہایت - خوبصورت - زنگ - ترازو - صبح
شام - مُقدّمہ - پیشی - سپاہی - درزی - شہد - میدان - چربی - اصطبل
دوست - حاکم - منصف وغیرہ -

۳ - اسم فاعل عربی اور فارسی کے بے شمار اُردو مین بھرے ہین -
اسی طرح اسم مفعول بھی - ان کی فہرست بہت لمبی چوڑی ہوگی - اس لیئے
فقط چند مثالین دیجاتی ہین - اسم فاعل مین دیکھو - جلد باز - شتربان - ظالم
قاصد - مُعلّم - مُحرّر - مُخبر - مُجرم - مقابل - مناسب - مُنتظِم - معترض وغیرہ
عام طور پہ جتنے عربی اور فارسی کے فاعل ہین اُردو مین یا تو آئے ہین یا آسکتے
ہین - ایسے ہی عربی اور فارسی کے سارے مفعول اُردو مین آئے یا آسکتے ہین
مثلاً محکوم - مظلوم - مُلزَم - مُنجمد - مُختصر - مُقدّر وغیرہ - اُردو مین اس قسم کے ہزارون
اسم فاعل اور مفعول کی صورت مین آگئے ہین -

۴ - ہندی مین دو قسم کے مصدر ہین ایک تو مصدرِ مفرد کہلاتے ہین -
جیسے جُھنجلانا - رکھیانا - سوچنا - دوسرے مصدرِ مُرکّب کہلاتے ہین
کیونکہ وہ دو یا زیادہ لفظون سے مل کر بنتے ہین جیسے پرسن ہونا - باٹ دیکھنا -

مار ڈالنا - موہ کرنا - اس طرح کے سیکڑون ہزارون ہندی مصدر اُردو مین آگئے - اور ان ہی کے وزن پر عربی اور فارسی سے مصدر لئے گئے - چند اُن مین سے ایسے ہین جو مفرد ہین جیسے فرمودن سے فرمانا - گذشتن سے گذرنا - ترقیدن سے تڑکنا - لرزیدن سے لرزنا - شرم سے شرمانا - گرم سے گرمانا وغیرہ - باقی سارے مُرکّب مصدر ہین جو فارسی اور ہندی یا عربی اور ہندی کے میل سے پیدا ہوئے - جیسے آسودہ ہونا - راضی ہونا - بیمار پڑنا - انتظام کرنا امتحان لینا - دور جانا وغیرہ - اس قسم کے ہزارون مصدر بنائے گئے اور اُردو مین داخل کیئے گئے -

۵ - جس طرح ہندی والون نے سیکڑون عربی اور فارسی لفظون کا تلفُّظ اپنے موافق بنالیا - اسی طرح اُردو والون نے بہت سے ہندی لفظون کو اپنا تلفظ دے دیا ہی اور اُنکی عربی یا فارسی صورت بنالی ہی - جیسے سونپھ چیکھ شلاکھ - جُٹل - چٹکھارا - گٹ - گڑپ - چُکھ پُکھ - شکر کند - جات وغیرہ کو سونف - چیخ - سلاخ - زٹل - چٹخارہ - غٹ - غڑپ - چخ پخ - شکر قند اور ذات (بمعنی قوم) بولتے اور لکھتے ہین - ان کے علاوہ سیکڑوں حروف جو خاص فارسی مین آتے ہین اُردو مین بھی شامل ہوگئے - جن کی وجہ سے اُردو کی صورت ہندی سے بہت فرق ہوگئی - جیسے ہندی مین حرف استثنا پر اور پرنتو ہے ان کی جگہ مگر - لیکن - اِلّا وغیرہ بولتے اور لکھتے ہین - ایسے ہی وا اور اتھوا ہندی کے حرف تردید ہین - ان کی جگہ فارسی سے یا اور خواہ لے لیا -

اب ذرا اُردو کی امیری پر غور کرو - ہندی کے سارے سادہ اور عام فہم لفظ اور محاورے اسمین موجود ہین - صرف و نحو کے قواعد بالکل ہندی ہین - مگر جب اس ہندی مین اوپر کی مثالون کے مطابق بے شمار اسم اور مصدر اور ہزارون تشبیہین اور استعارے اور محاورے عربی اور فارسی کے داخل ہو جائین تو بھلا بتاؤ کہ پھر اُس ملی جُلی زبان مین کیسا زور اور اثر - کیسی رنگینی اور وسعت پیدا ہو جائے گی - یہی ملی جُلی زبان اُردو ہی اور اسی وجہ سے جب عربی اور فارسی زیورے پورے طور پر آراستہ ہو کر یہ نئی اُردو محفلون اور دربارون مین آئی تو سب دیکھنے والے اس کے حُسن و انداز کو دیکھ کر ہکا بکا ہو گئے - اور نہایت ادب کے ساتھ اسے علمی مسند پر بٹھایا - اور مُغل بادشاہون کے زیر سایہ اسے عزّت کی جگہ دی - اب ہم اگلے باب مین نئی اُردو کے کچھ تھوڑے سے کرشمے بتائین گے -

ایک بات یہان نہایت قابل غور ہی - چونکہ یہ مُلکی امن اور مذہبی آزادی کا زمانہ تھا - اس لئے ایک طرف تو ایک نئی زبان پیدا ہو کر اپنے رنگ روپ کے بناؤ سنگار مین لگی تھی اور دوسری طرف ہندی شاعری اپنی خوبیون اور آن بان کی جلوہ نمائیون سے لاکھون کے دل لبھا رہی تھی - اگر کوئی پوچھے کہ سولھوین صدی کے عالم ہندو کیسی زبان پسند کرتے تھے - تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اُنھون نے مشرقی ہندی یعنی کاشی کی زبان کو خالص ہندی کا نمونہ مانا تھا - اس زبان کے سب سے مشہور اور قابل قدر بولنے اور لکھنے والے تُلسی داس جی تھے - اگر کوئی

کہے کہ عام طور پر پوجا پاٹ اور گیان دھیان کے لیئے کون سی زبان کام مین آتی تھی - تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ مذہبی امور کے لیئے عام طور پہ مغربی ہندی یعنی برج بھاشا استعمال کی جاتی تھی - سور داس جی کے بھجن اسی زبان مین ہین دونون مین ہم عربی و فارسی کی ملاوٹ دیکھتے ہین - مشرقی ہندی مین تو کم اور مغربی ہندی مین زیادہ - پر لوگ باگ لین دین اور کاروبیوہار اور مُلکی معاملات کے لیئے وہ زبان بولتے تھے جس مین عربی و فارسی کے لفظ بہ کثرت استعمال ہوتے تھے - اسی روزمرّہ کی زبان کو ریختہ یا اُردو کا نام دیا جاتا ہی - ایک مدّت تک یہ زبان بازارون - محفلون اور لوگون کے گھرون مین بڑھتی اور زور پکڑتی رہی - اور جب اسی مین شاعری بھی ہونے لگی تو اس کی وہ مخصوص صورت ہوگئی جس سے ہم خوب واقف ہین - ہم سولھوین صدی کی ہندی کے بھی کچھ نمونے دیکھ لین -

تلسی داس جی ایک برہمن کے ہان ۱۵۳۳ع مین پیدا ہوئے - چونکہ ہندون کے خیال کے بموجب بُری گھڑی مین پیدا ہوئے اس لیئے اُنھین یون ہی ایک جگہ ڈال دیا - اتفاق سے ایک جوگی اُدھر سے گذرا اور بچّہ کو بے ولی وارث پڑا دیکھ کر پاس آیا اور اُٹھا کر لے گیا - جب بچہ بڑا ہوا تو عرصہ دراز تک اُسی جوگی کے ساتھ وہ بھی پھرتا رہا - بعد مین ایک مُدّت تک قصبۂ باندہ مین دونون کا قیام رہا - تُلسی داس جی کے اوائل عمر کی یہ تاریخ ہی - جوگی کے انتقال کے بعد بنارس مین جاکر وہ رہنے لگے - چالیس برس کی عمر کے بعد تصنیف کا کام شروع کیا - اور کوئی اکتالیس برس تک اسی مین مصروف رہے - انھون نے رامائن کو

ہندی مین منظوم کیا جو تلسی کرت رامائن کے نام سے مشہور ہی۔ انھون نے اور کتابین بھی لکھین اور بہت سے بھجن بنائے۔ کہتے ہین کہ انھون نے ۹۱ برس کی عمر مین ۱۶۱۴ع مین وفات پائی۔

یہ ہم نہین بتا سکتے کہ تلسی داس جی کی ملاقات کبھی اکبر بادشاہ سے بھی ہوئی یا نہین۔ غالباً تلسی داس جی اکبر کے دربار مین کبھی نہین آئے۔ اسی لیئے ان کا نام نہ تو آئین اکبری مین اور نہ کسی اسلامی تاریخ مین آیا ہی۔ روایتون سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ راجہ مان سنگھ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان ان کے دوست تھے۔ خدا کی شان کہ جو لڑکا پیدائش کے بعد ہی منحوس سمجھ کر ہلاک ہونے کے لیئے یون ہی پھینک دیا گیا وہ اپنی عمر کو پہنچ کر ایسی کتاب کا مصنف ہوا جسے ساڑھے تین سو برس سے کروڑون ہندو پڑھتے اور حفظ کرتے آئے ہین۔

تلسی کرت رامائن زبان اور مضمون دونون حیثیتون سے ایک بے نظیر کتاب ہی۔ اِس دعوٰی مین کوئی مبالغہ نہین کہ اُس زمانہ مین تلسی داس جی آدمیون مین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو سب سے بڑے اور اعلےٰ درجے کے اوصاف سے موصوف تھے۔ اکبر اور اُس کے جانشینون کی سلطنت خاک مین مل گئی۔ پر تلسی داس جی نے رامائن کے ذریعہ سے اپنے لئے ایک ایسی سلطنت قائم کی ہی جس کا زور اور اثر روز افزون ترقی پر ہی۔ اِن کے بقائے دوام کا سہرا ایسے پھولون سے بنا ہے جن کا رنگ کبھی پھیکا نہ پڑے گا اور جن کی مہک مُشک و عنبر سے بڑھ کر لوگون کے دماغون کو مُعطّر اور اُن کی روحون کو خوش اور

ترو تازہ کرے گی۔

تلسی داس جی کا کلام نہایت پُر اثر اور خالص اور روحانی رس سے بھرا ہے۔ رامائن کی زبان وہ شُستہ اور پاکیزہ ہندی ہے جو دلوں پر جادو کا سا حکم رکھتی ہے۔ پر آپ کے بہت سے بھجن ایسے بھی ہیں جو سادہ اور روزمرّہ کی ہندی میں ہیں۔ مثلاً

بھجن

جن کے ہردے (دل) ہری نام بسے	تن اور کا نام لیا نہ لیا
جن کے من پر بھو کے رنگ رنگے	تن تن کا بستر سیا نہ سیا
جن کے گھر ایک سپوت جیا	تن لاکھ کپوت (کپڑا) جیا نہ جیا
جن کے دوارے (دروازہ) پر گنگ بہے	تن کوپ (پانی) کا نیر پیا نہ پیا
جن بات کری پرمارتھ (عقبیٰ) کی	تن ہاتھ سے (پچھوا) دان دیا نہ دیا
تلسی جن چرن (قدم) گہے ہری کے	تن اَنّیہ (اور) دیو (دیوتا) سِیّا نہ سیا

بھجن۔

پربھو جی۔ تم کو میری لاج (شرم)

سدا سدا میں شرن تہاری۔ سنو گریب نواج

پتِت اُدھارن برد تہاری۔ شردن سُنی اواج

ہون تو پتِت (پاپی) پُراتن (بچانا) (عہد) کہیے۔ پار اُتارو جہاج

اگھ (گناہ) کھنڈن دُکھ بھنجن (پرانا) جن کے۔ یہی تہارو کاج

تلسی داس پر کرپا (رحم) کیجیے (دور کرنا) ۔ بھگتی دان دیو آج (کام)

ذرا ہندی کے ساتھ فارسی کی بھی آمیزش کو دیکھنا۔ غریب نواز۔ آواز اور

جو کچھ لکھ راکھی گوپالا - میٹ سکے نا کوئی
دکھ سکھ لابھ الابھ (فائدہ نقصان) سمجھ تم - کاہے مرت ہو روئی
سورداس سوامی کرونامے (رحیم) - رام چرن من پوئی

نمونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے - سولھوین صدی مین اس طرح کی ہندی لکھتے اور بولتے تھے - عوام بات چیت کرتے وقت عربی و فارسی کے لفظ زیادہ استعمال کرتے - پر زبان درحقیقت ہندی ہی تھی -

دسوان باب

نئی اُردو - نظم کا زمانہ

ہم گذرے بابون مین صاف یہ بتا چکے ہین کہ افغان بادشاہون کے زمانہ مین آہستہ آہستہ عربی اور فارسی لفظ ہندی یا بھاشا مین داخل ہوتے رہے اور اُن کے داخل ہونے سے جو ملی ہوئی زبان پیدا ہوئی اُس کا نام ہمنے پرانی اُردو رکھا - مگر جب مغل بادشاہون کا عہد آیا تو یہی ملی ہوئی زبان ایک نئے رنگ روپ مین ظاہر ہوئی - کیونکہ لباس - کھانے پینے کی چیزون اور رہنے سہنے کی جگہون کے مُتعلّق اب عنقریب سارے عربی اور فارسی کے لفظ استعمال ہونے لگے اور ان ہی زبانون کی صرف و نحو اور لُغات سے اب ہندی کو مالا مال

کرنے لگے - اِسی سبب سے ہم نے مُغل بادشاہون کے عہد کو نئی اُردو کا زمانہ کہا ہی - اور ہم نے یہ بھی بتا دیا ہی کہ مُغل بادشاہون کے لشکر کے بازار کو اُردو کہتے تھے اور چونکہ عربی اور فارسی آمیز ہندی سب سے زیادہ وہین بولی جاتی تھی اس لیئے اس مخلوط زبان کا نام بھی اُردو ہو گیا -

آب یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس وقت سے ہندی اور اُردو مین خاص ایسا فرق پیدا ہو گیا کہ اُردو ایک الگ زبان مانی گئی ؟ کس طرح سے امتیاز کیا کہ ہندی اِسے کہتے ہین اور اُردو اِسے ؟ اُردو زبان تو صدیون سے تیار ہو رہی تھی اور دور دور تک بولی جاتی تھی - پر کس زمانے سے اس نے اپنا طرز اور انداز بالکل نیا اور نرالا کر لیا ؟ کب اس مین اتنی طاقت اور لیاقت پیدا ہوئی کہ ہندی نمونون اور سانچون کو چھوڑ کر اُس نے ایک نئی پوشاک اختیار کی ؟ - اس کا علمی دَور کب سے اور کس طرح شروع ہوا ؟ اس کا جواب بہت غور طلب ہی اور اُسمین سوچ اور دھیان کی ضرورت ہی - ہم نے چند بردائی - امیر خسرو اور کبیر جی کے کلام کے کچھ نمونے پہلے دیئے ہین - اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرح کی رلی جُلی زبان تو پیدا ہو گئی تھی جو ہندی سے فرق تھی - تو بھی وہ رلی جُلی زبان ہندی بھجنون - گیتون اور دوہرون مین اپنی بہار دکھاتی رہی جب تک یہ حال رہا اُس وقت تک ہندی اور اُردو مین کوئی خاص فرق نہین ہوا - پر جب مسلمان حاکمون کی توجہ پورے طور پر اس مخلوط زبان کیطرف ہوئی تو اُنھون نے ہندی بھجنون اور گیتون کے وزنون کو چھوڑ کر فارسی بحرون کو اُردو

شاعری کے لیئے اختیار کیا۔ لہذا جب سے اُردو زبان فارسی نظم کی پوشاک پہنکر ظاہر ہوئی اُسی وقت سے اِس مین اور ہندی مین فرق ہوگیا اور اُردو کا علمی دور شروع ہوا۔ اور چونکہ فارسی نظم کی پوشاک اُردو نے مُغل بادشاہون کے زمانے مین پہنی اسی لئے عام طور پر مغلون کے عہد کو کتابی اُردو کے ظہور کا زمانہ سمجھتے ہین۔

اب سُنو کہ اُردو نے کب سے فارسی نظم کا جامہ اختیار کیا۔ یہان یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہی کہ نظم ہی سے پہلے اُردو کی ابتدا ہوئی۔ اس سے پہلے اُردو کی کوئی خاص قدر نہ تھی بلکہ اسے گری پڑی چیز کے برابر سمجھتے تھے۔ غالبًا اسی سبب سے اُردو نظم کو شروع مین "ریختہ" نام دیا۔ کیونکہ ریختہ کے معنی گرے پڑے کے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ "ریختہ" نام اس لیئے دیا کہ اسمین الگ الگ زبانون کے لفظ پڑے ہوئے ہین۔ بہرحال اسی ریختہ کے نام سے پہلے پہل اُردو نظم مشہور ہوئی۔ اُردو شاعری دہلی اور لکھنؤ مین نہین بلکہ دکن مین سب سے پہلے جلوہ نما ہوئی اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسلمان بادشاہون کے دربار مین اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ جس وقت شمالی ہند اکبر بادشاہ کے نام سے گونج رہا تھا اور اُس کے دربار مین فارسی کا دَور تھا اُس وقت گولکنڈہ اور بیجاپور کی مجلسون اور محفلون مین نظم اُردو گُل افشانی کرتی تھی۔ یہان نہ فقط عالم اور شاعر جمع تھے جنکی فارسی تصنیفین اب تک موجود ہین بلکہ اُردو زبان کی

کہ وہ ۱۶۸۰ء شروع مین پیدا ہوا۔ اس کے بچپن اور نوجوانی کا حال ہمین بہت کم معلوم ہے اور یہ بھی نہین بتا سکتے کہ اُس نے کہان اور کتنی تعلیم پائی۔ کوئی پچیس چھبیس برس کی عمر مین اُس نے شہر دہلی کا رُخ کیا۔ وہ اورنگ زیب عالمگیر کا زمانہ تھا اور سلطنتِ مُغلیہ اپنے زورون پر تھی۔ یہان پہنچ کر وہ شاہ سعداللہ گلشن کا مرید ہوا اور اُن سے شعر مین اصلاح لیتا رہا پھر کچھ عرصہ کے بعد دکن کو لَوٹ گیا۔ اِس وقت تک اُردو شاعری محض ایک دودھ پیتے بچے کی طرح تھی۔ ولی کی کوشش اور برکت سے اس نے چلنا پھرنا اور دوڑنا سیکھا اس نے ایران کی شاعری کا رنگ اُردو مین جمایا اور اپنے پیچھے آنیوالون کے لئے ایک نیا رستہ نکالا۔ اس کے بعد دہلی اور لکھنؤ کے شاعرون نے اُس رستہ کے اِرد گِرد اپنی خوبصورت دُکانین سجائین اور اپنی سُریلی آوازون اور میٹھے بول سے راہ چلنے والون کے دل و دماغ کو خوش اور تازہ کیا۔ اسی سبب سے اُسے "بابائے ریختہ" یعنی اُردو نظم کا باپ کہتے ہین اور وہ ہر طرح سے اِس عالی رُتبہ اور لقب کے لائق ہی۔

دو طرح سے ولی کا بہت بڑا اثر اُردو نظم پر ہوا۔ اوّل۔ عربی اور فارسی کی عنقریب ساری بحرین اُردو مین آگئین اور آئندہ کے لیئے اُردو شاعری کا نمونہ ہوگئین۔ دوم۔ ان بحرون کے ساتھ عربی اور فارسی کی اصطلاحین۔ شاعرانہ محاورے۔ استعارے اور تشبیہین بھی ساری کی ساری اُردو مین آگئین۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ولی کے بعد ایسے شاعر پیدا ہوگئے جنھون نے اُردو نظم کے باغ کو

فارسی نظم کے گلشن سے ملا دیا۔

اگر کوئی جاننا چاہے کہ ولی کے زمانہ مین مسلمان امیر اور شریف کس طرح کی اُردو بولتے تھے تو وہ ولی کے دیوان کو دیکھے۔ کیونکہ یہ اُس عہد کی زبان کی بولتی تصویر ہے۔ کہین کہین اُس مین ایسے لفظ ملتے ہین جو اَب یا تو بالکل متروک ہوگئے یا اُنکی صورت بدل گئی۔ مثلاً سُون۔ سین اور سیتی بدلکر سے ہوگئے۔ کون اور ہمن کون کی جگہ اب کو اور ہمکو بولتے ہین۔ جگت منے کی جگہ اب دُنیا مین بولتے ہین۔ موہن۔ ستر جن۔ پی۔ پیتم کی جگہ معشوق۔ محبوب یا پیارا بولتے ہین۔ انجھوان آنسو کی جمع تھی اب بالکل متروک ہی۔ بچن۔ نِت مُکھ اور نین کے بدلے اب کلام۔ ہمیشہ۔ مُنھ اور آنکھ کہتے ہین۔ اکثر اُس زمانہ مین ہندی کے لفظ اُردو مین زیادہ آتے تھے۔ اب یہ دستور بھی اُٹھ گیا ہی۔ کچھ تھوڑا سا نمونہ بھی اُس وقت کی زبان کا دیکھ لو ولی نے اپنی ایک غزل مین دہلی کے بادشاہ محمد شاہ کی طرف یون اشارہ کیا ہی ؎

دل ولی کا لے لیا دِلّی نے چھین ❊ جا کہو کوئی محمد شاہ سون

چند غزلین یہان نقل کیجاتی ہین اُن سے ولی کے کلام کی سادگی معلوم ہوگی ؎

تجھ لب کی صفت لعلِ بدخشان سے کہونگا
جادو ہی تری نین غزالان سے کہون گا

دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی
یہ کشورِ ایران مین سلیمان سے کہون گا

زخمی کیا مجکو تری پلکون کی انی نے
یہ زخم ترا خنجر و بھالان سے کہون گا

بے صبر نہ ہو ای ولی اس درد سے ہرگاہ
جلدی سے ترے درد کی درمان سے کہون گا

ذیل کی غزل کے لفظون کو دیکھو کیسے چھوٹے چھوٹے اور سادے ہین ؎

بیوفائی نکر خداسون ڈر
جگ ہنسائی نکر خداسون ڈر

ہی جُدائی مین زندگی مشکل
آجدائی نکر خداسون ڈر

اُس سُون جو آشنائی ڈر کر ہے
آشنائی نکر خداسون ڈر

آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور
خودنمائی نکر خداسون ڈر

ای ولی غیر آستانۂ یار
جَبہ سائی نہ کر خداسون ڈر

جس وقت ای ستر بجن تو بے حجاب ہوگا
ہر ذرّہ تجھ جھلک سون جون آفتاب ہوگا

مت جا چمن مون لالہ بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سون تجھ نگہ کی گلگُل گلاب ہوگا

ست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن
تجھ مُکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا

نکلا ہی وہ ستمگر تیغِ ادا کون لے کر
سینہ پہ عاشقان کے اب فتحیاب ہوگا

رکھتا ہی کیون جفا کون مجھ پر روا ای ظالم
محشر مین تجھ سین آخر میرا حساب ہوگا

مجھ کون ہوا ہی معلوم ای مستِ جامِ خونین
تجھ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یون دیا ہی مجکو ولی بشارت
اُس کی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

محمد شاہ کی سلطنت کے دوسرے یا تیسرے برس ولی پھر دہلی آیا محمد شاہ نے ۱۷۱۹ع سے ۱۷۴۸ع تک سلطنت کی جب ولی دوسری دفعہ یہان آیا تو اپنا دیوان بھی ساتھ لایا۔ اُس دیوان کو پڑھ کر دہلی والون کو بھی شاعری کا شوق ہوا۔

اور دیکھتے دیکھتے شاعرون کے دو بڑے گروہ پیدا ہو گئے۔ ایک گروہ کا اُستاد ظہورالدین حاتم تھا اور دوسرے کا خانِ آرزو۔ اِن کی اصلاح اور تربیت کی بدولت اُردو نظم مین بڑا زور اور جوش پیدا ہو گیا اور سَودا۔ میر تقی۔ مرزا جان جانان۔ خواجہ میر درد۔ وغیرہ کی وہ غزل خوانیان شروع ہوئین جنھون نے اُردو زبان مین فارسی نظم کی رنگینی اور قوّت بھر دی اور اس کے سوکھے ساکھے تن مین زندگی کا دم پھونک دیا۔ گلیون کوچون مین۔ گھرون اور بازارون مین۔ یہان تک کہ شاہی دربار مین سب کے سب اُردو غزلین گانے اور اُن کے نمکین مضمونون سے اپنے دل بہلانے لگے۔ اِتنے مین زمانہ کا رنگ کچھ بدلنے لگا اور مغلون کی سلطنت پر دشمنون کا وار شروع ہوا۔ ۱۷۳۹ع مین نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا اور کروڑون روپیون کا مال یہان سے لے گیا۔ مغل بادشاہون کا نہایت بیش قیمت تخت طاؤس بھی اُس کے ساتھ گیا۔ پھر ۱۷۵۶ع مین احمد شاہ دُرّانی نے دہلی لوٹی۔ بعد اس کے ۱۷۵۹ع مین مرہٹون نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ سلطنت تباہی مین آ گئی۔ امیر اُمرا مٹنے لگے۔ مشاعرے پھیکے ہو گئے۔ مجلسین درہم برہم ہوئین۔ لکھنؤ مین اُسوقت بڑی رونق تھی اور وہان کے نوّاب بڑے فیاض اور قدردان تھے۔ اہل کمال اُن کی شہرت سُنکر سیدھے مُنھ اُٹھائے وہین چلے گئے۔ اب دہلی کی طرح لکھنؤ بھی شعر و سخن کا مرکز ہوا اور شاعرون کو جاگیرین اور وظیفے ملنے لگے۔ لکھنؤ کے مشاعرے اور محفلین دہلی کے شاعرون سے آباد ہوئین اور وہان کی آب و ہوا مین رہکر اُردو نظم نے وہ خوش رنگی۔ نزاکت اور شیرینی حاصل کی

جو بیان سے باہر ہی - رفتہ رفتہ خود لکھنؤ کی مٹی سے ایسے لوگ اُٹھے جو اپنے کلام سے دلون مین آگ لگانے لگے - چنانچہ اگر کوئی اس کا ثبوت چاہتا ہی تو وہ آتش اور ناسخ - انیس اور دبیر کے کلام کو ذرا پڑھ کر دیکھے -

اگرچہ لکھنؤ بھی شعر و سخن کا مرکز بنگیا - تو بھی دہلی مین جو اِس کا وطن تھا برابر شاعرون کا جمگھٹا رہا - اور جب یہان بادشاہون کو ذرا بھی موقعہ ملا اُنھون نے بھی شاعرون کی قدردانی کی - اٹھارھوین صدی کے آخر مین شاہ عالم ثانی دہلی کا بادشاہ ہوا - یہ خود بھی شاعر تھا اور آفتاب اِس کا تخلّص تھا - اِس بادشاہ نے اُردو نظم مین چار دیوان تصنیف کئے - خدا کی شان دیکھو - شاہجہان اور اورنگ زیب کی اولاد کو اُردو شاعری مین نام حاصل کرنے کا شوق ہوا - کس کی عربی اور کس کی فارسی ؟ اَب تو اُردو ہی سب کی نظرون مین پیاری ہو گئی - اور جس طرح لکھنؤ مین غدر کے زمانہ تک اس کا چراغ روشن رہا - اسی طرح دہلی مین بھی چارون طرف اسی کا اُجالا تھا -

اُردو نظم نے اب اپنا رسکہ ایسا جمایا کہ لوگ باگ شاعرون کے کلام سے سند پکڑنے لگے - اگر کبھی کسی استعارے یا محاورے پر بحث ہو پڑتی تو کسی شاعر کے کلام سے ثبوت نکال کر پیش کر دیتے تھے - اُردو نظم کی خوبی اور عیب کو ہم پیچھے بتائین گے - یہان فقط یہی دِکھانا ہی کہ نظم کی بدولت اُردو کو اب علمی اور تہذیبی زبان کا رُتبہ مِلا - شاعر جو کچھ کہتے تھے بہت سوچ سمجھ کر اور نہایت فصیح پیرایہ مین کہتے تھے - اور سُننے والے جھٹ اس کو یاد کر لیتے تھے - اُن کی زبان پر نہ کسی کو اعتراض ہو سکتا تھا نہ کلام

اور اُن ہی کی دن رات کی کوششون سے عجیب سلاست اور زور - خوبصورتی اور رنگینی اُردو مین آگئی - اور جب تک اُن کا کلام ہمارے پاس رہے گا اُردو زبان کو ہرگز زوال نہ ہوگا -

ولی کی غزلون کے نمونہ سے ظاہر ہی کہ اُردو مین اُس وقت تک پوری صفائی اور سلاست نہین پیدا ہوئی تھی - ضرور تھا کہ ایسے لوگ اُٹھین جو زبان اُردو کو خراط چڑھائین اور لفظ لفظ مین فصاحت اور خوبصورتی کی جھلک پیدا کردین - وہ شخص جنھون نے اِس کام کو انجام دیا چار تھے یعنی مرزا جان جانان سودا - میر تقی اور خواجہ میر درد - ان چارون اُستادون کے نام پہلے بھی آچکے ہین - اُردو زبان پر اِن کا بہت بڑا احسان ہی کیونکہ اِن ہی کی محنتون سے اُردو زبان مین صفائی اور چمک دمک پیدا ہوئی ولی نے فقط ایک نیا ڈھنگ قائم کردیا تھا اور اُردو نظم کے باغ کی داغ بیل لگائی تھی - ان چارون بزرگون نے اُس باغ کی زمین کا کندن کیا - سارے پتھر اور روڑے نکال کر پھینکے - کوڑا کرکٹ اور جھاڑ جھنکار سب صاف کیا - آلگ الگ روشین بنائین اور کیاریان لگائین - اور اُن کو اس طرح پانی دیا کہ سارے باغ مین بیل بوٹے لہک اُٹھے - اِن چارون کے آگے دو مشکلین تھین - ایک تو انھین بھاشا کے اُن لفظون کو چھانٹنا تھا جو فارسی اور عربی لفظون کے ساتھ پورے طور پر میل نہین کھاتے - دوسرے اِنھین فارسی نظم کے محاورون کو اُردو مین اُتارنا تھا - یہ دونون کام نہایت مشکل تھے - مگر اِن دونون مین وہ کامیاب ہوئے - اور اُردو زبان مین وہ تاثیر اور قوت پیدا

کردی کہ اُن کے بعد ذوق اور غالب اور حالی کو اپنی جادو بیانی اور نازک خیالی کا موقعہ ملا۔

مرزا جان جانان - سودا - میر تقی اور خواجہ میر درد - اٹھارویں صدی کے شاعر تھے - ذوق - غالب - داغ اور حالی - اُنیسویں صدی مین ہوئے ہین - اب ہم اٹھارویں صدی کے کلام کا کچھ نمونہ دیکر دکھائین گے کہ اٹھارھویں صدی مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی -

مرزا جان جانان کا تخلص مظہر تھا - ذیل کی غزل اُن ہی کی ہے - ذرا غور سے دیکھنا کہ فارسی اور عربی لفظ اور استعارے اور تشبیہین کس خوبی کے ساتھ اُردو مین جمائی گئی ہین -

چلی اب گُل کے ہاتھون سے لُٹا کر کاروان اپنا
نہ چھوڑا ہائے بُلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

یہ حسرت رہگئی کیا کیا مزے سے زندگی کرتی
اگر ہوتا چمن اپنا گُل اپنا باغبان اپنا

الم سے یان تلک روئین کہ آخر ہوگئین رُسوا
ڈُبایا ہائے آنکھون نے ثمرہ کا خاندان اپنا

رقیبان کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہی نہ خوبان کی
مُجھے ناحق ستاتا ہی یہ عشقِ بدگمان اپنا

میرا جی جلتا ہی اس بُلبلِ بیکس کی غربت پر
کہ جس نے آسرے پر گُل کے چھوڑا آشیان اپنا

جو تو نے کی سو دشمن بھی نہین دشمن سے کرتا ہی
غلط تھا جانتے تھے تجھکو جو ہم مہربان اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہی سجن اپنے کو ہے ظالم
کہ دولت خواہ اپنا مظہر اپنا جان جان اپنا

اب ایک سودا کی غزل نقل کی جاتی ہی - اس کا نام مرزا محمد رفیع تھا - اور اس کے کلام پر دہلی کو فخر ہی - اُس کے شعرون مین ہر طرح کا رنگ جھلکتا ہی وہ ہجو کرنے مین

یکتا تھا۔

جو گذری مجھ پہ اُسے مت کہو ہُوا سو ہُوا
بلاکشانِ محبّت پہ جو ہُوا سو ہُوا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہُوا سو ہُوا

پہنچ چکا ہی سرِ زخمِ دل "تلک" یارو
کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہُوا سو ہُوا

کہے ہی سُنکے مِری سرگذشت وہ بے رحم
یہ کون ذکر ہی جانے بھی دو ہُوا سو ہُوا

خدا کے واسطے آ در گذر گُنہ سے مِرے
نہ ہوگا پھر کبھی اے تُند خو ہُوا سو ہُوا

یہ کون حال ہی احوالِ دِل پہ اے آنکھو
نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہُوا سو ہُوا

دیا اُسے دِل و دین اب یہ جان ہی سودا
پھر آگے دیکھئے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

میر محمد تقی لیاقت اور کلام مین بڑے زبردست مانے گئے ہین - دہلی کے بادشاہ شاہِ عالم کے دربار مین وہ کچھ مُدّت تک رہے - مگر جب یہان گذارہ کی کوئی اچھی صورت نہ دیکھی تو دل تنگ ہو کر لکھنؤ چلے گئے - وہان پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ آج کہین مشاعرہ ہے آپ بھی وہان وقت پر تشریف لے گئے اور ایک گوشہ مین جا بیٹھے - لکھنؤ کے بانکے ان کی پوشش اور انداز پر ہنس پڑے - جب کسی نے پوچھا کہ آپ کا وطن کہان ہی تو اُسی وقت بیٹھے بیٹھے یہ شعر کہے

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہمکو غریب جانکے ہنس ہنس پُکار کے

دِلّی جو ایک شہر تھا عالم مین انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہان روزگار کے

اُس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہین اُسی اُجڑے دیار کے

اِن کو سُنتے ہی سب سمجھ گئے کہ یہ صاحبِ کمال ہین اور بڑے ادب سے مرتے دم تک پیش آئے۔ میر صاحب کے چھ دیوان ہین اور انکا کلام پاکیزہ اور سلیس مانا گیا ہی۔ انکی ایک مشہور غزل یہان نقل کی جاتی ہی۔ ذرا محاورون کو دیکھنا کیسے بھلے معلوم ہوتے ہین

کوفت سے جان لب پہ آئی ہے
ہم نے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے

لکھتے رقعہ لکھے گئے دفتر
شوق نے بات کیا بڑھائی ہے

آرزو اُس بلند بالا کی
کیا بلا میرے سر پہ لائی ہے

دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غمون نے ڈھائی ہے

ہے تصنّع کہ لعل ہین وہ لب
یعنی اِک بات سی بنائی ہے

دِل سے نزدیک اور اتنا دُور
کس سے اُس کو کچھ آشنائی ہے

بے ستون کیا ہے؟ کوہ کن کیسا؟
عشق کی زور آزمائی ہے

جس مَرَض مین کہ جان جاتی ہی
دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے

یان ہوئے خاک سے برابر ہم
وان وہی ناز و خودنمائی ہے

مرگِ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دِوانے نے موت پائی ہے

خواجہ میر درد۔ اُردو زبان کے چار رُکنون مین سے ایک ہین۔ دیوان اِن کا مختصر مگر کلام دلسوز ہے۔ ذیل کی غزل ان ہی کی ہے۔

تہمتِ چند اپنے ذمّے دھر چلے
جس لئے آئے تھے سو ہم کر چلے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

کیا ہمین کام اُن گلون سے ای صبا
ایک دم آئے اِدھر اودھر چلے

دوستو! دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے

آہ بس مت جی جلا تب جانئے
جب ترا افسون کوئی اُس پر چلے

شمع کی مانند ہم اُس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ہم نہ جانے پائے باہر آپ سے
وہ ہی آڑے آگیا جیدھر چلے

ہم جہان مین آئے تھے تنہا ولے
ساتھ اپنے اب اُسے لے کر چلے

جون شرر ای ہستی بے بود یان
بارے ہم بھی اپنی باری بھر چلے

ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دردؔ کچھ معلوم ہی یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ہم نے اٹھارہوین صدی کے کافی نمونے دے دیئے ہین۔ اِن کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارھوین صدی کی اُردو ولی کے زمانہ کی اُردو سے بدرجہا صاف اور پُرمعنی ہے۔ لفظ لفظ مین شوخی ہے اور غزلین تاثیر مین ڈوبی ہوئی ہین۔ اُنیسوین صدی کے شاعر بھی جو غدر سے پہلے ہوئے عنقریب یہی رنگ و جوہر دکھاتے ہین۔

اُردو نظم کا سب سے بڑا دعویٰ یہ ہے کہ اس مین اکثر صرف شاعرانہ نازکخیالی ہے۔ فرضی محبّت کی غیر مفید باتین اس مین شروع سے آخر تک بھری ہین۔ زبان تو بے شک صاف و سلیس ہوتی گئی اور شاعرون کی بدولت بے شمار

محاورے بھی رائج ہو گئے۔ لیکن عاشقانہ مضمون کو چھوڑ اور کسی طرف اُردو نظم نے بہت کم رُخ کیا۔ اس لیئے اور مضمون کو موثّر طور پر ادا کرنے کی قابلیت اس مین کم ہے۔ ہان! اتنا ضرور ہوا کہ ایک نہایت ہی میٹھی اور پُرجوش زبان تیار ہو گئی جس کے دامن پھولون اور موتیون سے بھرے ہین اور جس کی امیری اور شیرینی بڑی بڑی زبانون کو شرمندہ کر دیتی ہی۔ جنھین یہ پیاری زبان میراث مین ملی ہی اُن کا فرض ہے کہ اِس مین ایسی کتابین لکھین اور مضمون باندھین جو پڑھنے والون کے لئے ہر طرح سے فائدے مند ہون۔

گیارھوان باب

نئی اُردو۔ نثر کی اِبتدا اور ترقّی

ہم نے پچھلے باب مین کچھ حال اُردو نظم کا دیا ہے۔ اُس سے معلوم ہوا کہ شاعرون کی کوششون سے اُردو زبان مین رنگینی اور لطافت۔ زور اور جوش پیدا ہو گیا۔ مگر اُنھون نے غضب یہ کیا کہ اپنی ساری دماغی قوّت فرضی محبّت اور فرضی جدائی کی تصویرین کھینچنے مین صرف کی۔ بے شک اُن کے ہاتھ کے لگائے ہوئے باغ خوشبودار پھولون سے مہک رہے ہین اور ہم خوشی خوشی اُن ہی پھولون کو توڑ کر اپنے اور اپنے ساتھیون کے لیئے مالا اور گجرے اور ہار بناتے ہین۔ اُنھین اپنی

میزون پر رکھتے اور اُن ہی کے گلدستون سے اپنے طاقون کو سجاتے ہین - مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ پھولون کے سِوا کوئی اور چیز بھی ہمین اُن کے گلشنون مین نظر آتی ہی؟ چاہے ہم اُن پھولون سے کھیلین چاہے اُن کا عِطر کھنچوائین - اُن کی گمک سے دماغ مُعطّر اور اُن کے جوبن سے دِل باغ باغ ہو جاتا ہی - پر کہین کوئی پھلدار اور میوہ دار پیڑ بھی اس چمن مین ہی؟ ہار اور عطر مشاعرون اور محفلون مین ضروری ہین پر ان کے علاوہ روزمرّہ کی زندگی کے لئے اور اور چیزین بھی ضروری ہین - ہم دن رات تو عطر اور ہار سے کام نہین لیتے - ہمین دُنیا مین جینا بھی ہے - اور جہان اَور قومین علم و حکمت مین ترقی کر رہی ہین - ہمین بھی تو کچھ کرنا ہے - شاعرون کے ہم شکرگزار ہین کہ اُنھون نے دل بہلانے کا ایک شغل نکالا - آپ بھی خوب قہقہے مار مار کر ہنسے اور دوسرون کو بھی ہنسایا - اور ساتھ ہی ساتھ زبان اُردو کو آئینہ کی طرح چمکا دیا - مگر ترقّی کا بھی کوئی رستہ نکالا یا برابر اپنے ہی گلشن کی پھلواریون مین سیر کرتے اور پریون اور حورون کا خواب دیکھتے رہے ؟ آج کے دن کیسا انمول ذخیرہ ہمارے پاس ہوتا اگر نظم کے علاوہ حکمت اور اخلاق - مذہب اور تاریخ کی کتابین یہ بزرگ تصنیف کرتے - ہمارے بچّون کی گودین - لڑکیون کی چولیان اور جوانون کے دامن اُن موتیون سے بھرے ہوتے جنکا آج ہماری دُکانون اور بازارون مین کال ہے - ہم علمی باتون کے لئے دَر دَر محتاج نہ پھرتے اگر ہمارے پاس بھی علمی کتابین ہوتین - مشاعرے سونے ہین اور محفلون کے چراغ گُل ہو گئے - وہ بلبلین اُڑ گئین اور وہ گلشن

ویران ہین جہان پہلے لوگ ہاگ ہنستے کھیلتے آتے اور جھومتے جھامتے چلے جاتے تھے - دنیا کے بازار مین اب حکمت کی مانگ ہے اور سب اسی کے خریدار ہین - وہ ناچ رنگ کے وقت گئے اب تو زمانہ سب کو ناچ نچا رہا ہے - اور چارون طرف یہی پکار ہے کہ چاندنی رات مین گئین - اپنی اپنی بتیان بالو اور اپنے اپنے فانوس روشن کرو - اور اپنے اپنے بزرگون کی وہ تصنیفین پڑھ کر سناؤ جو لڑکیون اور لڑکون - عورتون اور مردون سب کے لئے مفید ہون - افسوس! ہم کیا پڑھین ؟ اگر ہمارے پاس کچھ ہے بھی تو ادھورا یا کچا پکا - یا غزلین ہین یا داستانین - اس رام کہانی کے سوا اور کچھ ہمین نہین آتا - تعجب آتا ہے کہ سودا اور میر کے زمانے مین صاف اور فصیح اور پُرزور اُردو بولی جائے لیکن نثر مین کتابین نہ لکھی جائین - اس کا فقط ایک ہی سبب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر جگہ فارسی کا مطالعہ ہوتا تھا اور شاہی دفترون مین سب کچھ فارسی زبان مین لکھا جاتا تھا - فارسی مین علمی کتابین بہت ہین اور یہی خیال کیا گیا کہ فارسی کو چھوڑ کر اُردو مین ایسی کتابین لکھنی گویا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے - دہلی مین اُس وقت بادشاہی تھی اور مُغل بادشاہ گو اُردو بولنے لگے تھے - تو بھی عدالتی کارروائیان فارسی مین ہوتی تھین کیونکہ اسی زبان مین بابر اور ہمایون کے وقت سے کیا قطب الدین ایبک کے زمانے سے سب کچھ ہوتا چلا آیا تھا اور فارسی کے سامنے ایسے حال مین اُردو کی دال گلنی مشکل تھی - پس ہم دیکھتے ہین کہ اُردو نثر مین کتاب لکھنے کی ضرورت

کسی نے محسوس نہ کی - اور اگر کسی نے شروع مین کچھ لکھا بھی تو اُردو تصنیف سے اُسے اُس وقت کوئی خاص شہرت حاصل نہ ہوئی -

اُردو نثر کی طرف بزرگون کی توجہ نہ ہونے سے آج نہ فقط ہمارے پاس اُس زمانہ کی کوئی اچھی علمی تصنیف نہین بلکہ علمی اصطلاحون کی بھی کمی ہے اور زبان اُردو باوجود اپنی امیری کے کوئی بڑا علمی درجہ نہین رکھتی - اگر ہم چاہین کہ لڑکیون اور لڑکون کے ہاتھ مین اُردو کتابین دین جن سے اُنھین علمی اور اخلاقی فائدہ ہو تو ایسی کتابین بہت کم ہین - اب تو رفتہ رفتہ ایسے لوگ پیدا ہوتے جاتے ہین جو اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہین - مگر افسوس یہی ہے کہ پرانے وقتون کا کوئی اچھا ذخیرہ ہمارے پاس نہین -

اُردو کی تاریخ مین یہ ایک عجیب بات ہی کہ نظم اور نثر دونون کو باہر والون سے تحریک ملی نظم کا کچھ حال ہم لکھ چکے ہین - اب نثر کی کہانی سُنو - سترھوین صدی مین اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین انگریز بمبئی - سورت - مدراس اور کلکتہ مین آباد تھے - آہستہ آہستہ اُن کی طاقت بڑھی اور اٹھارھوین صدی مین ایک اچھی خاصی سلطنت کے یہ مالک ہوئے - کلکتہ مین ان کا بڑا قلعہ تھا اور اُس قلعہ کے متعلق ایک کالج تھا اِس کالج مین افسرون کو اُردو بھی پڑھائی جاتی تھی - مگر دقت یہ تھی کہ نثر مین معقول کتابین نہین تھین جو نصاب مین داخل کی جاتین - لہذا بڑی ضرورت ہوئی کہ اُردو کے عالمون کو انعام واکرام کی ترغیب دیکر کہا جائے کہ اُردو نثر مین

تھوڑی سی تصنیفین بہم پہنچائین ڈاکٹر جان گلکرسٹ صاحب اُس وقت فورٹ ولیم کالج کے تعلیمی محکمہ کے مہتمم تھے - اُنھون نے اُردو اور ہندی کے عالمون کو کلکتہ بلوا کر اُن سے اُردو اور ہندی مین کتابین لکھوائین - یون اُردو اور ہندی مین سندی کتابین تصنیف ہوئین - اور یہی اس زمانہ کی یادگارین ہین اِن کا تھوڑا سا حال ذیل مین دیا جاتا ہے -

میر محمد عطا حُسین خان تحسین نے ۱۷۹۸ع مین امیر خسرو کی مشہور فارسی کتاب چہار درویش کا ترجمہ اُردو مین ختم کیا - یہ غالباً سب سے پہلی اُردو تصنیف تھی اور اُس کا نام نوطرز مرصع تھا - ۱۷۹۹ع مین میر شیر علی افسوس نے باغ و بہار اُردو لکھی - یہی دو کتابین اٹھارھوین صدی کے اخیر کی اُردو نثر کی نشانی ہین - اُنیسوین صدی مین اُردو نثر نے اپنا زور دکھایا - اس لیئے یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ اُردو نثر اُنیسوین صدی کی بیٹی ہے - اس صدی کے شروع مین فورٹ ولیم کالج کے استعمال کے لئے کئی کتابین تصنیف ہوئین سید محمد حیدر بخش حیدری نے طوطا کہانی - آرائش محفل - دہ مجلس - گلزار دانش اور تاریخ نادری لکھی - سید حیدری کی تصنیفین ۱۸۰۱ع سے شروع ہوئین اور ۱۸۲۸ع مین اُن کا انتقال ہوا - میر بہادر علی حسینی نے ۱۸۰۲ع مین اخلاق ہندی اور نثر بے نظیر لکھی میر امّن لطف دہلوی نے باغ و بہار لکھی - یہ کتاب بھی نو مُرصّع کی طرح امیر خسرو کی چہار درویش کا

ترجمہ ہے۔ فرق اِن دونون ترجمون مین صرف اتنا ہے کہ میر اَمّن نے چہار درویش کا قصّہ تو وہی رکھا جو امیر خسرو کا ہے۔ مگر فارسی اصل کی پیروی نہین کی۔ بلکہ دہلی کی اُردو مین وہ قصّہ لکھا ہے۔ برعکس اس کے تحسین نے نوطرز مرصّع مین فارسی اصل کے ڈھنگ کو بھی قائم رکھا اور لفظون کی بھی رعایت کی۔ باغ و بہار کی طرز عبارت اب تک اُردو والون کو بہت پسند ہے اور وہ بڑے شوق سے اُسے پڑھتے ہین۔ میر اَمّن نے باغ و بہار ۱۸۰۱ع مین لکھنی شروع کی اور ۱۸۰۲ع مین اُسے ختم کیا۔ اسی سال اُنھون نے حسین واعظ کاشفی کی فارسی کتاب اخلاق محسنی کی طرح اُردو مین ایک کتاب لکھی اور اُس کا نام گنج خوبی رکھا۔ اس کتاب مین اُنھون نے سادہ لفظون مین اخلاق کے اصول بیان کیے ہین۔ حفیظ الدین احمد نے ۱۸۰۳ع مین ابوالفضل کی فارسی کتاب عیار دانش کا ترجمہ اُردو مین کیا اور اُس کا نام خرد افروز رکھا نہال چند لاہوری نے گُل بکاؤلی کی فارسی مثنوی کا ترجمہ اُردو مین کیا اور اُسے مذہب عشق نام دیا۔ کاظم علی جوان نے اُردو مین سُکنتلا ناٹک اور دستور ہند لکھی۔ ان عالمون کے ہم شکر گزار ہین کہ انھون نے بڑی جانفشانی سے اُردو نثر مین ایسی کتابین لکھی ہین جو زبان اور طرز کے اعتبار سے اب تک سبھون کو نمونے کا کام دیتی ہین۔ یہ بزرگ نثر کی عمارت کے اُٹھانے والے ہین اور اُن کی برکت سے اُردو مین اَور لطافت اور پاکیزہ کلامی پیدا ہو گئی۔ اب کچھ تھوڑا سا نمونہ بھی اُنیسوین صدی کے شروع

ترجمہ ہے۔ فرق اِن دونون ترجمون مین صرف اتنا ہے کہ میر اَمّن نے چہار درویش کا قصّہ تو وہی رکھا جو امیر خسرو کا ہے۔ مگر فارسی اصل کی پیروی نہین کی۔ بلکہ دہلی کی اُردو مین وہ قصّہ لکھا ہے۔ برعکس اس کے تحسین نے نوطرز مرصّع مین فارسی اصل کے ڈھنگ کو بھی قائم رکھا اور لفظون کی بھی رعایت کی۔ باغ و بہار کی طرز عبارت اب تک اُردو والون کو بہت پسند ہے اور وہ بڑے شوق سے اُسے پڑھتے ہین۔ میر اَمّن نے باغ و بہار ۱۸۰۱ع مین لکھنی شروع کی اور ۱۸۰۲ع مین اُسے ختم کیا۔ اسی سال اُنھون نے حسین واعظ کاشفی کی فارسی کتاب اخلاق محسنی کی طرح اُردو مین ایک کتاب لکھی اور اُس کا نام گنج خوبی رکھا۔ اس کتاب مین اُنھون نے سادہ لفظون مین اخلاق کے اصول بیان کیے ہین۔ حفیظ الدین احمد نے ۱۸۰۳ع مین ابوالفضل کی فارسی کتاب عیار دانش کا ترجمہ اُردو مین کیا اور اُس کا نام خرد افروز رکھا نہال چند لاہوری نے گُل بکاؤلی کی فارسی مثنوی کا ترجمہ اُردو مین کیا اور اُسے مذہب عشق نام دیا۔ کاظم علی جوان نے اُردو مین سُکنتلا ناٹک اور دستور ہند لکھی۔ ان عالمون کے ہم شکر گزار ہین کہ انھون نے بڑی جانفشانی سے اُردو نثر مین ایسی کتابین لکھی ہین جو زبان اور طرز کے اعتبار سے اب تک سبھون کو نمونے کا کام دیتی ہین۔ یہ بزرگ نثر کی عمارت کے اُٹھانے والے ہین اور اُن کی برکت سے اُردو مین اَور لطافت اور پاکیزہ کلامی پیدا ہو گئی۔ اب کچھ تھوڑا سا نمونہ بھی اُنیسوین صدی کے شروع

کی اُردو کا دیا جاتا ہی - باغ و بہار مین جسے میر اَمّن نے سنہ ۱۸۰۲ ع مین لکھا پہلا درویش اپنا قصّہ یون شروع کرتا ہی -

ای یاران میری پیدایش اور وطن بزرگون کا مُلک یمن ہے - والد اس عاجز کا مَلِکُ التجّار خواجہ احمد نام سوداگر بڑا تھا - اُس وقت مین کوئی مہاجن یا بیوپاری اُن کے برابر نہ تھا - اکثر شہرون مین کوٹھیان اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھے - اور لاکھون روپیے اور نقد اور جنس مُلک مُلک کی گھر مین موجود تھی - اُن کے یہان دو لڑکے پیدا ہوئے - ایک تو یہی فقیر جو کفنی سیلی پہنے ہوئے مرشدون کے حضور مین حاضر اور بولتا ہے - دوسری ایک بہن جس کو قبلہ گاہ نے اپنے جیتے جی اور شہر کے سوداگر بچے سے اُس کی شادی کردی تھی - وہ اپنی سُسرال مین رہتی تھی - غرضکہ جس گھر مین اتنی دولت اور ایک لڑکا اُس کے لاڈ پیار کا کیا ٹھکانا ہے - مجھ فقیر نے بڑے چاؤ چور سے مان باپ کے سایہ مین پرورش پائی اور پڑھنا لکھنا اور سپاہ گری کا کسب و فن اور سوداگری کا بہی کھاتہ روزنامچہ سیکھنے لگا - چودہ برس تک نہایت خوشی اور بے فکری سے گذری - اور کچھ دُنیا کا اندیشہ دل مین نہ آیا - یک بیک ایک ہی سال مین والدین قضائے الٰہی سے مر گئے - عجب طرح کا غم ہوا جس کا بیان نہین کرسکتا - یکبارگی یتیم ہو گیا - کوئی سر پر بوڑھا بڑا نہ رہا - اس مصیبت ناگہانی سے رات دن رویا کرتا تھا - کھانا پینا سب چھوٹ گیا - چالیس دن جون توں کرکے کٹے - چہلم مین اپنے بیگانے چھوٹے

بڑے جمع ہوئے - جب فاتحہ سے فراغت ہوئی سب نے فقیر کو باپ کی پگڑی بندھوائی
اور سمجھایا کہ دُنیا مین سب کے ماں باپ مرتے آئے ہین اور اپنے تئین بھی ایک
روز مرنا ہے پس صبر کرو اور اپنے گھر کو دیکھو - اب باپ کی جگہ تم سردار ہوئے - اپنے
کاروبار لین دین سے ہوشیار ہو - وہ تسلی دیکر رخصت ہوئے - گماشتے کاروباری
نوکر چاکر جتنے تھے آن کر حاضر ہوئے - نذرین دین اور بولے - کوٹھی نقد و جنس کی اپنی
نظر مبارک سے دیکھ لیجیے - یکبارگی جو اس دولت بے انتہا پر نگاہ پڑی آنکھین کھُل گئین -
دیوانخانے کی تیاری کو حُکم کیا - فراشون نے فرش بچھا کر جھٹ پردے چلمنین
پُرتکلّف لگا دین اور اچھّے اچھّے خدمتگار خوش دیدار نوکر رکھے - سرکار سے زرق برق
کی پوشاکین بنوا دین - فقیر مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھا - ویسے ہی آدمی غُنڈے
پھانکڑے مفت بر کھانے پینے والے جھوٹے خوشامدی آکر آشنا ہوئے اور
مصاحب بنے - اُن سے آٹھ پہر کی صحبت رہنے لگی - ہر کہین کی باتین اور ٹلین
واہی تباہی ادھر اُدھر کی کرتے اور کہتے - اس جوانی کے عالم مین کیت کی شراب
یا گُل گلاب کھنچوائیے - نازنین معشوقون کو بلوا کر اُن کے ساتھ پیجیے اور عیش
کیجیے - غرض آدمی کا شیطان آدمی ہے - ہر دم کے کہنے سے اپنا مزاج بھی
بہک گیا - اور شراب اور ناچ اور جوئے کا چرچا شروع ہوا - پھر تو یہ نوبت
پہنچی کہ سوداگری بھول کر تماش بینی اور دینے لینے کا سودا ہوا - اپنے نوکر اور
رفیقون نے جب یہ غفلت دیکھی تو جو جس کے ہاتھ پڑا لے گیا - گویا لوٹ مچا دی
کچھ خبر نہ تھی کتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور کہان سے آتا ہے اور کدھر جاتا ہی -

مال مفت دل بے رحم - اس فضول خرچی کے آگے اگر گنج قارون کا ہوتا تو بھی وفا نہ کرتا - کئی برس کے عرصے مین یہ حالت ہوئی کہ فقط ٹوپی اور لنگوٹی باقی رہی - آشنا دوست جو دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے اور چمچہ بھر خون اپنا ہر بات مین نثار کرتے تھے کافور ہو گئے - بلکہ راہ باٹ مین اگر کہین بھینٹ ملاقات ہو جاتی تو آنکھین چُرا کر مُنھ پھیر لیتے - کوئی بات کا پوچھنے والا نہ رہا جو کہے یہ کیا تمھارا حال ہوا - سوائے غم اور افسوس کے کوئی رفیق نہ ٹھیرا - اب دمڑی کی ٹھُڈیان میسّر نہین جو چبا کر پانی پیون - دو تین فاقے کڑاکے کے کھینچے - تاب بھوک کی نہ لاسکا لاچار بیحیائی کا بُرقع مُنھ پر ڈالکر یہ قصد کیا کہ بہن کے پاس چلیے

اس طرح کی اُردو اُنیسوین صدی کے شروع مین بولی جاتی تھی - کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج کی بدولت اس اُردو کو کتابی صورت مین رواج ہوا - اِدھر وہ مصنّف جن کا ذکر اُوپر ہوا اپنا کام کر رہے تھے - اُدھر ایک اور بزرگ اپنے مذہبی وعظون کو اس عام فہم اور پُر لطف زبان مین پھیلانے کی کوشش مین لگے تھے - اور جب مذہب کا ہاتھ کسی زبان پر ہوتا ہے تو وہ زبان بہت جلد ترقی کرتی ہے - یہ بزرگ سیّد احمد تھے جو ہند مین وہابی فرقے کے بانی ہوئے ہین - یہ ۱۷۸۲ء مین پیدا ہوئے اور شاہ عبدالعزیز اور اُن کے بھائی عبدالقادر کے شاگرد ہوئے - اُس وقت شہر دہلی مین شاہ صاحب کی علمی لیاقت - مذہبی گرمجوشی اور حُسنِ سیرت کا چارون طرف چرچا تھا - اُنھون نے قرآن کی ایک تفسیر لکھی ہے جس کا نام تفسیر عزیزیہ ہے اور اُن کے بھائی عبدالقادر نے ۱۸۰۳ء مین

قرآن کا ترجمہ اُردو مین کیا۔ ان دونون بھائیون کے قدمون مین رہکر سید احمد نے بہت بڑی علمی لیاقت پیدا کی اور اپنے پُرجوش وعظ شروع کئے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بہت سے مسلمان اُن کے پیرو ہو گئے اور شمالی ہند مین عجیب مذہبی تحریک قائم ہو گئی۔ پھر وہ کلکتہ ہوتے ہوئے مکہ کو حج کے لیئے گئے اور حج کے بعد قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ وہان اُن کی بڑی خاطر ہوئی اور عنقریب چھ برس تک وہ سلطان روم کی عملداری مین اِدھر اُدھر گشت کرتے رہے۔ ہند کو واپس آکر اُنھون نے جہاد کی ترغیب دی اور ۱۸۳۱ء مین مقتول ہوئے۔ اُن کا ایک بڑا سرگرم پیرو تھا جس کا نام اسمٰعیل تھا۔ یہ شخص بڑا زبردست مصنّف تھا اس نے ایک مشہور کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویۃُ الایمان ہے۔ سید احمد کے پیرووں نے اور بھی کتابین لکھی ہین جو اب تک موجود ہین۔ پس ہم دیکھ سکتے ہین کہ مذہب کے سبب سے اُردو نثر کو کیسی ترقی ہوئی۔

اب اُردو زبان مین اتنی قوّت اور قابلیت پیدا ہو گئی اور ساتھ ہی اس کے اس نے اس قدر رواج پایا کہ سب اسی کو لکھتے اور بولتے تھے اور اسی کے علمی رُتبہ کو بڑھانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس حال کو دیکھ کر آخر ۱۸۳۵ء مین سرکاری دفترون اور عدالت گاہون سے فارسی ہٹائی گئی اور اُردو مین ساری کارروائیان تحریر ہونے لگین۔ جب یہ سارے سبب مل گئے اور اُردو علمی اور درباری زبان ہو گئی اور اُدھر مشرقی اور مغربی تعلیم کا بھی زور ہوا تو اُردو مین اخبار جاری ہوئے اور لوگ شوق سے اُنھین خریدنے اور پڑھنے لگے۔ اتنے مین ۱۸۳۷ء مین دہلی مین

لوحی چھاپہ خانے قائم ہوئے اور اُردو کتابین اور اخبار کثرت سے چھپنے اور بکنے لگے۔ اب تو چارون طرف اُردو ہی اُردو کا زور ہوگیا یہان تک کہ بہادر شاہ نے جو دہلی کے آخری مُغل بادشاہ تھے اپنے دربار مین اُردو عالمون اور شاعرون کو جمع کیا اور خود بھی اپنا تخلّص ظفر کرکے اُردو مین شعر کہے ذوق اور غالب ان ہی کے دربار کے آفتاب اور ماہتاب تھے۔ ذوق نے ۱۸۵۴ع مین انتقال کیا اور غالب غدر کے بعد بارہ برس تک جیتے رہے اور ۱۸۶۹ع مین وفات پائی۔

ہم نے اُنیسوین صدی کے شروع کی زبان کا نمونہ دیا ہے۔ اب دیکھو کہ غالب کے زمانے مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی۔ اس کی کیفیت پورے طور پر غالب کے خطون سے ظاہر ہوتی ہے غالب جنکا پورا نام اسداللہ خان غالب تھا۔ جیسے نظم مین پوری دسترس رکھتے تھے ویسے ہی نثر کے بھی بادشاہ تھے۔ اُنکے خطوط اور رقعات دو کتابون مین جمع کئے گئے ہین۔ ایک کا نام اُردوے معلّےٰ اور دوسری کا عودِ ہندی ہے۔ یہان ایک خط نمونہ کے طور پر عودِ ہندی مین سے نقل کرتا ہون۔

نواب انورالدّولہ سعدالدّین خان بہادر کے نام

"حضرت پیر و مرشد! اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہان فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجالاؤ۔ خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انورالدّولہ کا خط لایا ع اینکہ من بینم بہ بیداریست

یارب یا بخواب مُنھ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون۔ الٰہی حیات جاودانی نہین مانگتا۔ پہلے انور الدّولہ سے ملکر سرگذشت بیان کرون پھر اُس کے بعد مرون۔ روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال خلف العمر عمر فزا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اُس کو عمر کی قیمت جانیئے اور ثباتِ ذات اور بقائے عرض و ناموس کو غنیمت جانیئے۔ اللہ تعالےٰ وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عزّ و شان کو برقرار تا قیامت رکھے۔ وغیرہ"۔

اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ ذوق اور غالب کے زمانہ مین فارسی اور عربی لفظ اُردو مین بہت استعمال ہوتے تھے۔ اب بھی عالمانہ اور رنگین اُردو ایسے ہی سانچے مین ڈھالی جاتی ہے اور عام طور پر سادہ لفظون کے بدلے مشکل لفظون کا لانا علمیّت کا ثبوت جانتے ہین۔ تو بھی اِس زمانہ مین سادگی اور سلاست کا زیادہ خیال کیا جاتا ہے اور یہ بھی کوشش ہی کہ جہان تک ممکن ہو بامحاورہ اُردو لکھین اور بولین۔

بارھوان باب

اُردو مین انگریزی کا دخل۔ اسکے فائدے اور نقصان

سب اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ دہلی اور لکھنؤ کی اُردو سندی اور

ٹکسالی ہے - اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ اِن دونون شہرون کے بادشاہ اُردو کے عالمون اور شاعرون کی بڑی قدر کرتے اور اُنھین انعام واکرام سے ممتاز کرتے رہتے تھے - اِن ہی فیّاض دل بادشاہون کی بدولت شاعرون کو موقع ملا کہ اُردو مین فارسی اور عربی کے رنگ ولطف کو پیدا کردین - اگر وہ اِن کی قدردانی اور ہمّت افزائی نہ کرتے تو ان شاعرون کو ہرگز یہ حوصلہ نہ ہوتا کہ اپنا سارا سارا وقت اُردو زبان کی دُرستی اور بناوٹ مین لگائین - مشرقی مُلکون مین اکثر یہی ہوا ہے کہ عالمون اور شاعرون نے زبان کی آراستگی اور اصلاح مین اپنی جانین کھپائین اور بادشاہون اور سردارون نے انھین انعام اور صلے دیئے اور جو کچھ اور مُلکون مین ہوتا آیا وہی ہند مین بھی ہوا - سنسکرت اور پراکرت کے عالمون پر راجون مہاراجون کا ہاتھ رہا - فارسی کے شاعرون کو افغان اور مغل بادشاہون نے اپنے دربارون مین عالی رُتبے اور منصب دیئے - اور جب اُردو شاعری کا زمانہ آیا تو اِس کے قدردان بھی بیجاپور - گولکنڈہ - دہلی اور لکھنؤ کے دربارون مین نکل آئے - پہلے بابون مین ذرا تفصیل کے ساتھ یہ سب بتایا گیا ہے - اب ہم دیکھین کہ اُردو مین انگریزی لفظون کا دخل کیونکر ہونے لگا -

یہان یہ مقصود نہین ہی کہ ہم دولت انگلشیہ کی تاریخ لکھین - ہم سب اس سے واقف ہین کہ ۱۸۵۷ع کے غدر مین دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے تخت وتاج خاک مین مل گئے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مُلکی انتظام کی

جگہ اس مُلک مین چارون طرف باقاعدہ سلطنت شروع ہوئی اور انگلستان کا
بادشاہ ہند کا بھی فرمانروا ہو گیا - جب یہان کی بادشاہی جاتی رہی تو اُس کے
ساتھ فارسی عربی کے دن بھی جاتے رہے - اور اُردو کی قدر بھی خاک مین مل گئی
اب ایک نئی قوم - نئی زبان اور نئے دستور کا عمل درآمد ہوا - جس طرح افغان اور
مُغل بادشاہون کے دَور مین ہندوؤن نے بہت کچھ مسلمانون سے لیا اور سیکھا -
ضرور ہے کہ اُسی طرح اب ہندو مسلمان دونون بہت کچھ انگریزون سے سیکھین
قاعدہ ہے کہ جب ایک قوم کا تسلّط دوسری قوم پر ہوتا ہے تو حاکم کی زبان
محکوم کی زبان پر بہت بڑا اثر کرتی ہے - مثال کے طور پر فقط فارسی اور اُردو کے
حال پر غور کرو - عرب کی حکومت نے ایران کی پُرانی زبان پر ایسا اثر کیا کہ فارسی
مین ہزارون لفظ اور محاورے عربی کے آگئے - ایسے ہی افغان اور مُغل فارسی
بولتے ہوئے ہند مین آئے - اور رفتہ رفتہ ہندی مین فارسی کا وہ تصرّف ہوا کہ
ایک نئی اور شاندار زبان پیدا ہو گئی جسے ہم اُردو کہتے ہین - اب انگریزون کا راج
ہے - سارے محکمے اور صوبے اِنکے زیرِ حکومت ہین - اور ہر جگہ اُن ہی کا انتظام
اور اُن ہی کے افسر ہین - وہ اپنے ساتھ بہت سے دستور اور چیزین اپنے مُلک
کی لائے ہین - اور اُن ہی کی حکمت اور قانون کے مطابق رعایا کی بہبود و ترقی کا
انتظام کیا جاتا ہے - لہذا ناممکن ہی کہ انگریزی کا دخل اُردو مین نہ ہو
ہر جگہ ہمکو نیا انتظام دکھائی دیتا ہے - مثلاً شہر کے انتظام کے واسطے میونسپل کمیٹی
ہے - اب بتاؤ کہ میونسپل کمیٹی کی جگہ ہم اُردو مین کہان سے لفظ لائین ؟ اسیطرح

طبابت مین دیکھو کتنے لفظ انگریزی سے لیئے گئے ہین مثلاً۔ نرس۔ ڈریسر کمپونڈر۔ سب اسسٹنٹ سرجن۔ اسسٹنٹ سرجن سِوِل سرجن۔ سرجن میجر۔ ہسپتال۔ ڈاکٹر وغیرہ۔ بھلا بتاؤ کہ ان لفظون کے بدلے اُردو مین کون سے لفظ لائین؟ اگر ڈاکٹر کی جگہ حکیم یا طبیب کہین تو وہ شخص مراد ہوگا جو یونانی حکمت کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اگر وَید یا بَید کہین تو وہ شخص مراد ہوگا جو ہندی طبابت کے مطابق دوا دارو کرتا ہے۔ ایسے ہی اور سارے لفظون کا حال ہے جو اوپر لکھے گئے پس ضرور ہے کہ یہ لفظ عام طور پر استعمال کئے جائین۔ ریل گاڑی کے متعلق سیکڑون لفظ اُردو مین آگئے ہین کیونکہ یہ چیز ہند مین نہ تھی۔ اسے انگریزون نے یہان جاری کیا۔ اس لیئے سارے لفظ اُن ہی کی زبان سے لینے پڑے۔ اب یہان مثال بڑھانے کی کوئی ضرورت نہین۔ جو کچھ اوپر بیان ہوا اُس سے ثابت ہے کہ انگریزی کا دخل اُردو مین ضروری اور قدرتی قاعدے کے مطابق ہے۔

تو کیا ہم اُردو مین اس طرح انگریزی لفظ ملاکر بولین کہ اُردو زبان اُردو نہ رہے بلکہ ایک بیہودہ کھچڑی بولی ہو جائے؟ ہرگز نہین جو چیزین انگریزون کے ساتھ آئین یا اُنکی ایجاد ہین۔ اُن کے نام ضرور ہی انگریزی سے لینے پڑین گے۔ اس سے اُردو زبان اُردو ہی رہے گی۔ فقط چیزون کے نام یا نئے طریقون اور انتظامون کے متعلق بہت سے لفظ انگریزی سے اُردو مین بھی آجائین گے۔ اور

ہماری زبان اَور امیر ہوجائے گی - پر اتنا یاد رکھنا نہایت ضروری ہی کہ بغیر ضرورت کوئی انگریزی لفظ اُردو مین نہ آئے - ہمارے روزمرّہ کے کاروبیوہار اور دلی اور مذہبی خیال کے اظہار کے لیئے اُردو مین کافی سے بھی زیادہ لفظ موجود ہین - ہم اُن سے بڑی خوبی اور اثر کے ساتھ اپنا کام لے سکتے ہین - اس وقت اُردو مین ہزارون کتابین ہین - ذرا دیکھو اُن مین انگریزی کے کتنے لفظ آئے ہین - ہمارا یہ بھی تجربہ ہی کہ کوئی شخص اُردو مین گھنٹون تقریر کرے اور ایک لفظ انگریزی کا زبان پر نہ لائے - ڈپٹی نذیر احمد - مولوی محمد حسین آزاد - سر سید احمد - پنڈت رتن ناتھ سرشار مولوی عبد الحلیم شرر کی کتابین موجود ہین - ورق پر ورق اُلٹتے چلے جاؤ مشکل سے کہین ایک آدھ انگریزی لفظ ملے گا - انھون نے ہر طرح کے مضمون پر تقریرین بھی کین اور اپنی تحریرین بھی چھوڑی ہین - رنگینی - عبارت آرائی - شیرینی - فصاحت و بلاغت - دل پذیر تشبیہین اور استعارے - شوخی و طرّاری - جگر سوز خیالات اور دل گداز باتین - غرض سب ہی کچھ اُن کے کلام مین جھلکتا دکھائی دیتا ہی - اُنکی زبان سے پھولجھڑی نکلتی تھی اور اُن کے قلم کے مُنھ سے ریشم کی پچھیان - جب وہ بلند پروازی کرتے تو آسمان سے تارے اُتار لاتے اور جب کسی خیال مین ڈوبتے تو سمندر کی کائی تک مٹھی مین سمیٹ لیتے تھے - مشکل سے مشکل اور باریک سے باریک مضمون کو پاکیزہ اور سلیس اُردو مین وہ ادا کرتے تھے - انکی تصنیفون سے ثابت ہے کہ اُردو زبان مین بہت بڑی قابلیّت ہے اور جو اس سے واقف ہین وہ اس سے جادو کا کام لے سکتے ہین - پس جب ہمارے پاس پہلے ہی سے ایسا خزانہ موجود ہی

تو لازم ہے کہ ہم اس کی حفاظت کرین اور بے ضرورت غیرون سے بھیک نہ مانگین۔ نئی چیزون اور نئی ایجادون کے ساتھ تو نئے لفظ ضرور ہی آئین گے۔ انھین کوئی روک نہین سکتا۔ بلکہ ایسے لفظون سے زبان مین امیری پیدا ہوتی ہی۔ پر جہان خود ہماری زبان مین لفظ موجود ہین اُنکی جگہ بے ۔ طلب انگریزی لفظ لانا اپنے کو اور اپنی زبان کو مفلس ثابت کرنا ہی۔ غرض یہ ناممکن ہی کہ انگریزی کا دخل اُردو مین نہ ہو پر اس دخل کو اُن ہی الفاظ تک محدود رکھنا جو ضروری ہین ہمارا کام ہی۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری دلکش زبان نہ فقط محفوظ رہے گی بلکہ روز بروز شاندار ہوتی جائے گی۔ برخلاف اس کے اگر ہم بے موقع اور بے ضرورت انگریزی لفظ اسمین بھرنے لگین تو نہ حاکمون کی نظر مین عزت کے لائق رہین گے اور نہ اپنے بھائیون کی جماعت مین مُنھ دکھانے کے قابل ہون گے۔

جس اُردو کا ہم ذکر کر رہے ہین وہ نوسَو برس مین بنکر تیار ہوئی ہی۔ اور اب ہر سال صدہا کتابین اس مین تصنیف ہوتی ہین۔ یہ علمی اور قومی زبان ہونے کا فخر اور درجہ پا چکی ہے اور اس کا دامن اب قیامت سے بندھا ہے۔

وہ زمانہ دور نہین جب اس مین ہر فن کی کتابون کا پورا ذخیرہ موجود ہو جائیگا اور یہ اُسی وقت ہوگا جب انگریزی کی بدولت اس مین ایسے الفاظ بھی شامل ہو جائین گے جن کے ذریعہ سے ہم موجودہ علمی اور تہذیبی ترقّی کو بھی اُردو زبان مین دکھا سکین گے۔ یہ ترقّی سچ مچ زمانۂ حال کی ترقّی ہی اور اس کے متعلق عربی اور فارسی مین لفظ نہین۔ ہزارون طرح کی کلین آئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہین اور

نئے نئے انتظام ملکی اور فوجی - عدالتی اور تعلیمی روز عمل مین آتے ہین - ان کے لئے انگریزی زبان مین لفظ موجود ہین - اور ضرور ہے کہ اُن مین سے اکثر اردو مین داخل ہو جائین پس ظاہر ہے کہ ایسے لفظون کی بھرتی اُردو زبان مین اور ہونی ہے اور جب انکی آمیزش سے اُردو مین یہ قابلیت ہو جائے گی کہ آج کل کے علم اور حکمت کے متعلق بھی اس مین پورے پورے لفظ ہون گے تو یہ اپنے کمال کو پہونچے گی اور دنیا کی بڑی بڑی زبانون مین اسے بھی عزت کی کرسی نصیب ہو گی - خداوند کریم ہماری سرکار عالیہ کو برقرار رکھے جس کے زیر سایہ ہم اور ہماری زبان دونون ترقی کر رہے ہین -

ہندوؤن اور مسلمانون کے تمدنی اور سیاسی اتحاد کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ دونون ایک ہی زبان بولتے اور لکھتے ہون - اس سے باہمی تعلقات زیادہ گہرے اور مضبوط ہو جاتے ہین - اور اپنے خیالات و جذبات و ضروریات کا اظہار آسان ہوتا ہے - شکر ہے کہ قدرتی طور پر وہ آلہ بن بنا کر تیار ہو گیا ہے جسے یہ دونون فریق بے تامل استعمال کر سکتے ہین - جس طرح فطری قوانین کے مطابق پراکرت زبانین بنین اور پھر اُن سے ہندی اور اَور زبانین نکلین - اُسی طرح ہندی یا بھاشا سے اُردو پیدا ہوئی - یہ کام کسی آدمی کی مصلحت و تدبیر سے نہین بلکہ زمانہ کی طبیعت و رفتار کے اثر سے ہوا اور جون جون ہندو اور مسلمان آپس مین زیادہ میل جول پیدا کرتے گئے تون تون اُردو کا زور اور رواج زیادہ ہوتا گیا - اور اب جب

سیکڑون برس کے ربط وضبط اور سروکار کے بعد ایک ایسی زبان بن گئی ہے جو شیرینی وفصاحت اور ناز وانداز مین ہندی سے کہین زیادہ ہے تو اُس کے مقابلہ مین یہ کوشش کرنی کہ اُردو کا رواج جاتا رہے اور چارونطرف ہندی ہی ہندی کا ڈنکہ بجے ٹھیک نہین - اُردو مین ایک یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس کے حروف کی شکلین خوبصورت ہین اور نسبتہً ان کے لکھنے مین کم وقت صرف ہوتا ہے - جتنی دیر مین ہندی کا ایک صفحہ لکھا جاتا ہے اُتنی دیر مین اُردو کے دو صفحے لکھے جاتے ہین - پس اُردو زبان کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اُس مین خوبصورتی زیادہ اور مضمون کی گنجایش بھی زیادہ ہے اور لکھنے مین ہندی کی نسبت آدھا وقت لگتا ہے -

ایک اور نکتہ پیش کیا جاتا ہے جس کی اہمیت خود بخود ظاہر ہو جائے گی - آج کل چارون طرف یہی پکار ہے کہ ہندو اور مسلمان آپس کی نفرت وعداوت اور مذہبی جھگڑون کو دور کرین اور ایک دوسرے کو محبت وہمدردی وتعظیم کی نظر سے دیکھین اور کوئی ایسا کام نہ کرین جس سے نفاق قائم رہے یا بڑھے - ایسے حال مین یہ کوشش کہ اُردو بالکل اُڑا دی جائے اور ہندی کا بول بالا ہو خطرے اور نقصان کا باعث ہوگی - کیونکہ اس طرح کی کوشش سے کم از کم مسلمانون پر یہ اثر ہوگا کہ وہ ہندؤن کو اپنی قومی تاریخ اور سلطنت کا مخالف پائین گے اور دِل شِکستہ ہو کر انھین شک اور مخالفت کی نظر سے دیکھین گے - اُردو زبان نہ فقط ایک زبان ہی

بلکہ اسلامی جاہ و جلال۔ شان و شکوہ اور عظمت و حشمت کی ایک زندہ اور جیتی جاگتی یادگار ہے۔ اس کو جو مٹانا چاہتا ہے وہ گویا اسلامی اقتدار کے ایک بہت بڑے نشان کو مٹانا چاہتا ہے۔ جس زبان کے ساتھ صدیوں کی تاریخ وابستہ اور ملی ہوئی ہے اُس کو قائم رکھنا ہر ہندوستانی کا فرض ہے ٭

تمام شُد

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۸	سودر	شودر
۲۹	۴	چینی	جَینی
۴۱	۹	شکت	شکست
۴۵	۱۴	بولی تہی	بولی جاتی تھی
۵۱	۱۵	ہوانہ	ہوا
۶۹	۱۴	ادہارسن	اُدھارن
۷۸	۱۷	شاعرے	مُشاعرے
۸۰	۹	یر	پر